ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جون 2018ء - رمضان المبارک 1439ھ (جلد 15 شمارہ 9)

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

جلد 15 شمارہ 9

جون 2018ء - رمضان المبارک 1439ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبد السلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

فی شمارہ.............. 25 روپے

سالانہ.............. 300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

چوہدری طارق محمود بابرؔ

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال........جمہوری سیاسی نظام کومضبوط کرنے کی ضرورت......مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن(سورہ بقرہ: قسط164)....... آیۃُ الکرسی کی تفسیر وتشریح............// // 5

درسِ حدیث ...بحالتِ ایمان فوت ہونے پرشفاعتِ نبی کا حصول(قسط5)..// // 13

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

بعد اقامت، سنت پڑھنے کے متعلق ولی اللّٰہی موقف...................مفتی محمد رضوان 21

ملفوظات...// // 42

مراسلہ: بہاروں کا زمانہ، یادوں کا خزانہ..............................از: محمد عبداللہ صدیقی 48

ماہِ جمادی الاولیٰ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات....مولانا طارق محمود 52

علم کے مینار:... امام ابوحنیفہ کے تلامذہ اوران کے مختصر حالات (حصہ اول)....مفتی غلام بلال 54

تذکرۂ اولیاء:.....دوستی یارشتہ داری کی وجہ سے نااہل وزیر مقرر کرنا......مفتی محمد ناصر 58

پیارے بچو!......بچپن وکم عمری میں بولنے والے بچے(قسط4)......مولانا محمد ریحان 61

بزمِ خواتین ...بیٹیوں سے حسنِ سلوک کی فضیلت اورناپسند کرنے کی ممانعت ....مفتی طلحہ مدثر 64

آپ کے دینی مسائل کا حل...... بغیر وضو قرآن والی ڈیوائس یا سکرین

کو چھونے کا حکم..ادارہ 70

کیا آپ جانتے ہیں؟......... پینے کے آداب (قسط1)........مفتی محمد رضوان 77

عبرت کدہ . نبوت ملنے کے بعد حضرت موسیٰ کی دعائیں (حصہ اول)....مولانا طارق محمود 80

طب وصحت.....قُسط کے فوائد سے متعلق احادیث وروایات......حکیم مفتی محمد ناصر 82

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز.............................// // 87

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 89

IdaraGhufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

جمہوری سیاسی نظام کو مضبوط کرنے کی ضرورت

یہ بات معلوم ہے کہ ملکِ پاکستان کے آئین کی رُو سے قیامِ حکومت کا اختیار عوام کو حاصل ہے، جو ووٹ کی شکل میں اپنی رائے کے ذریعہ سے حکمرانوں کے انتخاب کا حق رکھتے ہیں، اور پاکستان کے آئین کی تنظیم وتشکیل میں جید علمائے کرام کی معاونت شامل رہی ہے۔

لیکن ہمارے ملکِ پاکستان میں شروع سے ہی جمہوری نظام اور حکومتوں کو کمزور کرنے، ان کو نظر انداز اور برطرف کرنے اور ڈکٹیٹر شپ قائم کرنے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں، جس کے لیے کبھی کوئی راستہ اختیار کیا گیا، اور کبھی کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا گیا، اس کے نتیجہ میں ہمارے یہاں کی جمہوری حکومتوں کا آئینی زمانہ بھی بہت کم پورا ہوا، اور ملک کے وزیراعظم کی آئینی مدت پوری ہونے میں بھی رکاوٹیں کھڑی کی جاتی رہیں، اور ان حالات واسباب کی وجہ سے ہمارے یہاں کا جمہوری سیاسی نظام کافی کمزور رہا۔

اس کے برعکس ہمارے پڑوسی اور حریف ملک ''بھارت'' میں جمہور نظامِ حکومت کی بنیادیں ہمارے مقابلہ میں کافی مضبوط دکھائی دیتی ہیں، اور اس کی وجہ سے وہ ملک معاشی وسائنسی اور کئی دوسری جہات سے بہت آگے بڑھ گیا ہے، اور روز بروز ترقی کا سفر طے کر رہا ہے۔

ہمارے یہاں آج تک جمہوری اور بعض غیر جمہوری طاقتوں میں ہم آہنگی پیدا نہیں ہوئی، اور آپس کی کشمکش ختم نہیں ہوئی، جس کا خمیازہ ملک وملت نے ناقابلِ تلافی نقصان کی شکل میں بھگتا، اس کے کئی مناظر اس وقت ہمارے سامنے ہیں۔

دوسری طرف المیہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کی سیاسی جماعتوں میں بھی جمہوری، سیاسی نظام کو مضبوط کرنے میں اتحاد واتفاق نظر نہیں آتا، بلکہ بہت سی سیاسی جماعتوں کے پیشِ نظر صرف اقتدار حاصل کرنا یا ملک میں افراتفری اور غیر یقینی صورتِ حال پیدا کرنا ہے، اسی لیے کئی سیاسی جماعتیں غیر جمہوری قوتوں کے ہاتھوں استعمال ہوکر اور اقتدار وعہدوں کے سبز باز دیکھ کر جمہوری نظامِ

حکومت کے خلاف استعمال ہوجاتی ہیں، اور پھر بعد میں وہ خود اسی سازش کا شکار ہوجاتی ہیں، کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ جوکوئی دوسرے کے لیے گڑھا کھودتا ہے، ایک دن وہ خود اس کی نذر ہوجاتا ہے۔ [1]

ان حالات پر قابو پانے اور ملک میں جمہوری سیاسی نظام کو مستحکم ومضبوط کرنے کے لیے جمہوری وغیر جمہوری طاقتوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ تمام سیاسی جماعتوں کو اپنے ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھنا اور مل بیٹھ کر جمہوریت کے خلاف ہونے والی سازشوں کا مقابلہ کرنا ضروری ہے، اور عوام پر بھی یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ووٹ کے ذریعہ سے ایسی جماعت اور افراد کا انتخاب کرنے میں کوتاہی اختیار نہ کریں، جو ملک میں جمہوری نظام کو مستحکم ومضبوط کرنے اور ملک کی ترقی وخوشحالی میں مدد کرنے میں دوسروں کے مقابلہ میں بہتر اور مخلص محسوس ہوں۔

اگر سیاسی وغیر سیاسی قوتوں اور عوامی حلقوں کی طرف سے ان کاموں میں سستی کا مظاہرہ نہ ہو، اور ملک وملت کے لیے مخلص وبے لوث ہوکر مذکورہ امور کو اپنی اپنی آئینی حدود میں رہتے ہوئے انجام دیں، تو ہمیں یقین ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ملک میں آئین کے مطابق جمہوری نظامِ حکومت وسیاست کو استحکام حاصل ہوگا، اور ملک میں ترقی وخوشحالی آئے گی، اور بے یقینی کی صورتِ حال کا خاتمہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ملک وملت کی ترقی وخوشحالی میں جدوجہد اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، اور ملک وملت اور آئین کے خلاف ہونے والی سازشوں سے حفاظت فرمائے۔آمین۔

---

[1] حدیث: من حفر لأخيه قليبا أوقعه الله فيه قريبا، قال شيخنا: لم أجد له أصلا، وإنما ذكر صاحب الأمثال: من حفر جبا أوقعه الله فيه منكبا، وذكر عن كعب الأحبار أنه سأل ابن عباس: من حفر مهواة كبه الله فيها، فقال ابن عباس: إنا نجد فى كتاب الله }ولا يحيق المكر السيء إلا بأهله {، قلت: وهو على الألسنة أيضا بلفظ: من حفر بئرا لأخيه وقع فيه، قال الشاعر:

ومن يحتفر بئرا ليوقع غيره ...سيوقع يوما فى الذى هو حافر(المقاصد الحسنة للسخاوى، ص ۶۴۴، تحت رقم الحديث ۱۱۱۴، حرف الميم)

(سورہ بقرہ: قسط نمبر164، آیت نمبر255)

مفتی محمد رضوان

آیۃُ الکرسی کی تفسیر وتشریح

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۲۵۵)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ ہے، بہت زیادہ قائم رکھنے والا ہے، نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند، اسی کے لیے ہیں وہ چیزیں جو آسمانوں میں ہیں، اور جو زمین میں ہیں، کون ہے وہ جو شفاعت کرے، اس کے سامنے، سوائے اس کی اجازت کے، جانتا ہے، وہ ان چیزوں کو جو لوگوں کے سامنے ہیں، اور ان چیزوں کو جو لوگوں کے پیچھے ہیں، اور احاطہ نہیں کر سکتے لوگ کسی بھی چیز کا اس کے علم کی، سوائے اس کے جو وہ چاہے، وسیع ہے، اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو، اور نہیں تھکاتی اس کو ان دونوں (یعنی آسمانوں اور زمین) کی حفاظت، اور وہ انتہائی عالی ہے، عظیم ہے (البقرہ)

تفسیر وتشریح

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت کو احادیثِ مبارک میں آیۃُ الکرسی کا نام دیا گیا ہے، اور مذکورہ آیت، قرآن مجید کی عظیم ترین آیت اور انتہائی فضیلت وبرکت کا باعث ہے۔

آیۃُ الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی توحید ذات وصفات کا بیان ایک عجیب وغریب انداز میں بیان کیا گیا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا، زندہ ہونا، سمیع وبصیر ہونا، متکلم ہونا، واجب الوجود ہونا، دائم وباقی ہونا، سب کائنات کا مالک ہونا، صاحبِ عظمت وجلال ہونا کہ اس کے آگے کوئی بغیر اس کی

اجازت کے بول نہیں سکتا، ایسی کامل قدرت کا مالک ہونا کہ ساری کائنات کو پیدا کرنے، باقی رکھنے اور اس کا محکم نظام قائم رکھنے سے اس کو نہ کوئی تھکان پیش آتا ہے نہ سستی، ایسے علم محیط کا مالک ہونا جس سے کوئی آگے، پیچھے اور کھلی یا چھپی چیز کا کوئی ذرہ یا قطرہ باہر نہ رہے۔

یہ سب چیزیں اس آیت میں ذکر کی گئی ہیں۔

مختلف احادیث میں آیۃ الکرسی کے فضائل وفوائد کا ذکر آیا ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ" :أَيُّ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللهِ أَعْظَمُ؟ " قَالَ :اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَرَدَّدَهَا مِرَارًا، ثُمَّ قَالَ أُبَيٌّ :آيَةُ الْكُرْسِيِّ، قَالَ: "لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ لَهَا لِسَانًا وَشَفَتَيْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢١٢٧٨)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا کہ کتاب اللہ (یعنی قرآن) میں سب سے عظیم آیت کون سی ہے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سوال کئی مرتبہ دہرایا، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا کہ آیت الکرسی (سب سے عظیم آیت ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابومنذر (یعنی ابی بن کعب) تمہیں علم مبارک ہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، آیۃ الکرسی کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں، عرش کے پائے کے قریب یہ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتی ہے (مسند احمد)

رات کو بستر پر آنے کے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے کی وجہ سے اللہ کی طرف سے برابر حفاظت کرنے والا مقرر رہتا ہے، اور صبح ہونے تک اس کے پاس شیطان نہیں آتا۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَكَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي

www.idaraghufran.org

آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ، فَقُلْتُ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فَذَكَرَ الحَدِيثَ –، فَقَالَ: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الكُرْسِيِّ، لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ(بخاری، رقم الحدیث ۳۲۷۵)

ترجمہ: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکوٰۃ (یعنی صدقہ عیدالفطر) کی نگہبانی اور جمع کرنے پر مجھے مقرر فرمایا (تا کہ جمع ہونے کے بعد آپ اسے فقراء میں تقسیم فرما دیں) اس دوران ایک شخص میرے پاس آیا، اور اپنے ہاتھوں سے اپنے دامن اور اپنے برتن میں غلہ بھرنا شروع کر دیا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا، پھر باقی حدیث ذکر کی (جس میں یہ ہے کہ اس چوری کرنے والے نے کہا کہ میں ایک محتاج ہوں میرے اوپر میرے اہل وعیال کا نفقہ ہے، اور میں سخت حاجت مند ہوں، میرے ذمہ قرض وغیرہ بھی ہے، اسی طرح اس نے کئی مرتبہ جھوٹ بولا، اور آ کر چوری کرتا رہا، پھر آخری مرتبہ جب اس نے آ کر غلہ بھرنا شروع کیا، تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں آج تو تجھے ضرور ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا، یہ آخری موقع ہے، تو نے تو کہا کہ تھا آئندہ نہیں آؤں گا، اسی لئے میں نے تجھے اس مرتبہ چھوڑ دیا تھا، مگر تو پھر آ گیا، اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا کہ اللہ ان کی وجہ سے نفع پہنچائے گا، اور وہ یہ کہ) جب تم (سونے کے لئے) اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھو، اللہ کی طرف سے تمہارے ساتھ ہمیشہ ایک محافظ فرشتہ رہا کرے گا، اور صبح تک، تمہارے پاس کوئی شیطان نہیں آئے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے آپ کو سچ کہا، حالانکہ وہ جھوٹا ہے، وہ شیطان تھا (بخاری)

اس طرح کا واقعہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی مروی ہے، جس میں یہ مضمون

آیا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت آیت الکرسی پڑھ لے، وہ شام تک اور جو شام کے وقت پڑھ لے، وہ صبح تک جنات اور شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

(ملاحظہ ہو:المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۵۴۱، ج۱ ص ۲۰۱، السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۱۰۷۳۱)

نیز اس طرح کا واقعہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی حدیث میں آیا ہے، جس میں یہ مضمون ہے کہ گھر میں آیت الکرسی پڑھنے کی برکت سے شیطان اور دشمن قریب نہیں آتا۔

(ملاحظہ ہو:ترمذی، رقم الحدیث ۲۸۸۰، ابواب فضائل القرآن)

اوراس طرح کا واقعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی مروی ہے، جس میں یہ مضمون ہے کہ جس گھر میں آیت الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخری آیات پڑھ لی جائیں، اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔

(ملاحظہ ہو:المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۸۹، ج۲۰ ص ۵۱)

ایک حدیث میں ہے کہ جس نے ہرنماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی، تواس کےاور جنت کے درمیان سوائے موت کےاورکوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی۔

چنانچہ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ (السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۹۸۴۸، ثواب من قرأ آیة الکرسی دبر کل صلاة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہرنماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی، تواس کےاور جنت کے درمیان سوائے موت کےاورکوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی (نسائی)

آیۃ الکرسی میں دس جملے ہیں، پہلا جملہ ہے:

’’اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‘‘

اس میں لفظِ’’اَللّٰهُ‘‘اللہ کا ذاتی نام ہے، جس سے وہ ذات مراد ہے، جو تمام کمالات کی جامع اور تمام نقائص سے پاک ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے قابل ولائق نہیں۔

مذکورہ آیت میں دوسرا جملہ ہے ’’اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ‘‘

لفظِ ’’اَلْحَیُّ ‘‘ کے عربی زبان میں معنیٰ ’’زندہ‘‘ کے ہیں، یہ اللہ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی صفت ہمیشہ زندہ اور باقی رہنا ہے، وہ عدم اور موت سے بالاتر ہے۔

لفظِ ’’اَلْقَیُّوْمُ ‘‘ قیام سے نکلا ہے، قیام کے معنیٰ کھڑے ہونے کے ہیں، اور قائم کھڑے ہونے والے کو کہتے ہیں ’’قیوم‘‘ مبالغہ کا صیغہ ہے، جس کے معنیٰ ہیں ’’وہ جو خود سے پوری طرح قائم ہو، کسی کا محتاج نہ ہو، اور دوسروں کو قائم رکھتا اور سنبھالتا ہو‘‘ ’’قیوم‘‘ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے، جس میں کوئی مخلوق شریک نہیں ہوسکتی، کیونکہ اللہ کے علاوہ ہر چیز اپنے پیدا اور باقی وقائم رہنے میں اللہ کی محتاج ہے، اس لئے کسی انسان کو ’’قیوم‘‘ کہنا جائز نہیں، اسی وجہ سے ’’عبدالقیوم‘‘ کے نام کو بگاڑ کر صرف ’’قیوم‘‘ بولنا منع ہے۔ بعض اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں یہ دونوں نام یعنی ’’اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ‘‘ اسم اعظم ہیں۔

مذکورہ آیت میں تیسرا جملہ ہے ’’لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ‘‘

عربی زبان میں ’’سِنَةٌ‘‘ سین کے زیر کے ساتھ اُونگھ کو کہا جاتا ہے، جو نیند کا ابتدائی اثر ہوتا ہے، اور عربی زبان میں ’’نومٌ‘‘ مکمل نیند کو کہا جاتا ہے۔

اس جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اونگھ اور نیند سب سے پاک ہے، اس لیے اسے ساری کائنات کو سنبھالنے میں کسی بھی وقت اونگھ یا نیند غافل نہیں کرتی۔

مذکورہ آیت میں چوتھا جملہ ہے ’’لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ‘‘

اس جملہ کے شروع میں لفظِ ’’لَهٗ‘‘ کے معنیٰ یہ ہیں کہ تمام چیزیں جو آسمانوں یا زمین میں ہیں، سب اللہ تعالیٰ کی مملوک ہیں، اس کو ان میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار ہے، چنانچہ کائنات میں جو کچھ تغیرات ہوتے رہتے ہیں، جن میں سے بعض کو سائنسدان بھی جان لیتے ہیں، وہ سب اللہ کے حکم اور اس کی مشیت سے وجود میں آتے ہیں۔

مذکورہ آیت میں پانچواں جملہ ہے ’’مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ‘‘

مطلب یہ ہے کہ ایسا کون ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے، البتہ اللہ جس کو شفاعت کی خود اجازت دے، اس کا معاملہ الگ ہے، جیسا کہ اس سے پہلی آیت میں گزرا۔

مذکورہ آیت میں چھٹا جملہ ہے"یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ"

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے آگے پیچھے کے تمام حالات وواقعات سے واقف وباخبر ہے، خواہ وہ ان کے پیدا ہونے سے پہلے اور پیدا ہونے کے بعد کے حالات وواقعات ہوں، یا ظاہری حالات وواقعات ہوں، یا مخفی اور چھپے ہوئے حالات وواقعات ہوں، اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح کی سب چیزیں علم کے اعتبار سے برابر ہیں، اللہ کا علم ان سب چیزوں پر یکساں محیط ہے۔

مذکورہ آیت میں ساتواں جملہ ہے"وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ"

مطلب یہ ہے کہ انسان، اللہ کے علم کے کسی حصہ کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے، مگر اللہ تعالیٰ ہی خود جس کو جتنا حصہ علم کا عطا کرنا چاہے، اس کو صرف اتنا ہی علم ہوسکتا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ تمام کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم محیط صرف اللہ تعالیٰ کی خصوصی صفت ہے۔

مذکورہ آیت میں آٹھواں جملہ ہے"وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ"

مطلب یہ ہے کہ اس کی"کرسی"اتنی بڑی ہے جس کی وسعت کے اندر ساتوں آسمان اور زمین سمائے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی کرسی کی پوری حقیقت وکیفیت کا صحیح اِدراک انسانی عقل سے بالاتر ہے۔

البتہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرش اور کرسی تمام آسمان اور زمین سے بدرجہا بڑے ہیں، ساتوں آسمانوں اور زمینوں کی مثال کرسی کے مقابلہ میں ایسی ہے، جیسے ایک بڑے میدان میں کسی انگوٹھی کا حلقہ ڈال دیا جائے، اور عرش کے سامنے کرسی کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک بڑے میدان میں انگوٹھی کا حلقہ۔

(ملاحظہ ہو:العرش وما روی فیہ لابنِ ابی شیبۃ، رقم الروایۃ ۵۸،تفسیر جامع البیان لابنِ جریر الطبری، ج۴ص ۵۳۹، سورۃ البقرۃ،سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی، تحت رقم الحدیث ۱۰۹)

مذکورہ آیت میں نواں جملہ ہے"وَلَا یَــــــؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا"

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آسمان وزمین کی حفاظت سے تھکن اور کوئی دشواری پیش نہیں آتی، کیونکہ اس قادرِ مطلق کی قدرتِ کاملہ کے سامنے یہ کام نہایت آسان ہے۔

مذکورہ آیت میں دسواں اور آخری جملہ ہے ''وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ''

مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ذات عالی شان اور عظیم الشان ہے۔

پچھلے نو جملوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے کمالات بیان ہوئے ہیں ان کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد ہر عقل رکھنے والا انسان یہی کہنے پر مجبور ہوگا کہ ہر عزت وعظمت اور بلندی وبرتری کی مالک وہی ذات پاک ہے، لہٰذا دسویں جملہ میں اسی کا اعتراف ہے۔

ان دس جملوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات کمال اور اس کی توحید کا مضمون اصولی انداز میں نہایت جامع طریقہ پر آ گیا۔

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام اضافہ واصلاح شدہ ساتواں ایڈیشن

ماہِ رمضان

کے

فضائل واحکام

اس کتاب میں قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں اسلامی سال کے نویں مہینہ ''ماہ رمضان'' اور اس سے متعلق فضائل واحکام، منکرات وبدعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ رمضان کے مہینہ کے فضائل واحکام، چاند کے فضائل واحکام، روزہ کے فضائل واحکام، سحری کے فضائل واحکام، افطاری کے فضائل واحکام، لیلۃ القدر کے فضائل واحکام اور ان سے متعلق رائج منکرات واصلاحات کو مدلل ومفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے، ساتھ ہی تراویح اور مسنون اعتکاف کی فضیلت واہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مصنّف

مفتی محمد رضوان

(بسلسلہ: نماز کے فضائل واحکام)

نمازِ تراویح

کے فضائل واحکام

رمضانُ المبارک کے ایک اہم عمل نمازِ تراویح کے تفصیلی فضائل واحکام

نمازِ تراویح اور اُس میں قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کی فضیلت واہمیت

نمازِ تراویح کی مسنون تعداد کے ثبوت پر تفصیلی دلائل اور شبہات کا ازالہ

نمازِ تراویح کی جماعت، امامت واقتداء کے احکام

تراویح کی نماز میں سجدۂ تلاوت اور رکعت میں غلطی واقع ہوجانے کے احکام

نمازِ وتر اور اس کی جماعت کے احکام

تراویح کی نماز سے متعلق اہم مسائل پر تحقیقی کلام

مصنّف

مفتی محمد رضوان

نفل، سنت اور واجب

اعتکاف

کے فضائل واحکام

نفل ومستحب، مسنون اور واجب اعتکاف کے تفصیلی فضائل واحکام

نفل ومستحب اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام

مسنون اعتکاف کی فضیلت اور اُس کے اوقات واحکام

واجب اعتکاف کی حقیقت اور اُس کے اوقات واحکام

اور متعلقہ تحقیقی مسائل پر مفصّل ومدلّل کلام

مصنّف

مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن

شوال

اور

عیدُ الفطر

کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن وحدیث، فقہ اور اہلِ سنت والجماعت کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے دسویں مہینے ''شوال المکرّم'' کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کو مدلل ومفصل انداز میں تحریر کیا گیا ہے، اور صدقۂ فطر، چاندرات، عید کی نماز وخطبہ، عید کی رسموں اور شش عید کے روزوں وغیرہ کے متعلق فضائل ومسائل، بدعات ومنکرات پر کلام کیا گیا ہے، اور اسی کے ساتھ آخر میں ماہِ شوال سے متعلق تاریخی واقعات کو بھی باحوالہ جمع کردیا گیا ہے، اس طرح بحمد اللہ تعالیٰ یہ مجموعہ عوام اور اہلِ علم کے لئے یکساں طور پر مفید اور کارآمد ہوگیا ہے۔

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

بحالتِ ایمان فوت ہونے پر شفاعتِ نبی کا حصول (قسط5)

چالیس حدیثیں یاد کرنے پر شفاعتِ نبوی

بعض روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ:

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جس نے دین سے متعلق چالیس حدیثوں کو یاد کرلیا، تو میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا‘‘۔

لیکن امام بیہقی رحمہ اللہ نے ’’شعب الایمان‘‘ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی سند سے اس حدیث کونقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

" هَذَا مَتْنٌ مَشْهُورٌ فِيمَا بَيْنَ النَّاسِ، وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ"

ترجمہ: اس حدیث کا مضمون لوگوں میں مشہور ہے، لیکن اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ [1]

---

[1] أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْفَقِيهُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُبَيْشٍ، حَدَّثَنِي عَمِّي أَحْمَدُ بْنُ حُبَيْشٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ النُّعْمَانِ الْبَصْرِيُّ، حدثنا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، حدثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ ح، وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ، أخبرنا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّفَّارُ، حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ السُّيُوطِيُّ، حدثنا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ صَاحِبُ يَعْلَى بْنِ الْأَشْدَقِ، حدثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا حَدُّ الْعِلْمِ إِذَا بلغهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيهًا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ دِينِهَ بَعَثَهُ اللهُ فَقِيهًا، وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا "

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ، أخبرنا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ أَخُو خَطَّابٍ، حدثنا هَاشِمُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو طَالِبٍ الْهَرَوِيُّ، حدثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ، فَذَكَرَهُ بِنَحْوِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ، وَقَالَ: " وَكُنْتُ لَهُ شَفِيعًا وَشَهِيدًا "قَالَ الْبَيْهَقِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: " هَذَا مَتْنٌ مَشْهُورٌ فِيمَا بَيْنَ النَّاسِ، وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ "(شعب الايمان للبيهقی، رقم الحديث ١٥٩٧، ١٥٩٨)

www.idaraghufran.org

اور علامہ ابنِ عدی نے ''الکامل'' میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے ،جس میں ''اسحاق بن نجیح''راوی موجود ہیں،اس طرح کی حدیث نقل کرنے کے بعدفرمایا کہ:

''وهـذه الأحـاديـث التـي ذكـرتهـا مـع سائر الروايات عند إسحاق بن نجيح عمن روى عنه، فكلها موضوعات، وضعها هو، وعامة ما أتى عن ابن جريج، فكل منكر هو وضعه عليه''.

ترجمہ:اور یہ احادیث جن کو میں نے ذکر کیا،اسحاق بن نجیح کی تمام روایات سمیت، جن سے وہ روایت کرتا ہے،وہ تمام روایات موضوع ہیں،جن کواسحاق بن نجیح نے گھڑا ہے،اورابنِ جریج سے اسحاق بن نجیح جو عام روایات کرتا ہے،وہ تمام کی تمام منکر ہیں، جن کواسحاق بن نجیح نے ابنِ جریج کے نام سے گھڑا ہے۔ [1]

اورابنِ عبدالبر نے''جامع بیان العلم'' میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی سند سے اس طرح کی حدیث نقل کرنے کے بعدفرمایا کہ:

''هـذا أحسـن إسـنـاد جـاء بـه هـذا الـحـديث، ولكنه غير محفوظ ولا مـعـروف مـن حـديـث مـالـك ومـن رواه عـن مـالـك فقد أخطأ عليه وأضاف ما ليس من روايته إليه''.

ترجمہ:یہ حدیث جن اسناد سے مروی ہے،ان میں یہ(حضرت ابنِ عمررضی اللہ عنہ

[1] حـدثـنـا عبـد الـكـريم بن إبراهيم بن حيان بمصر، حدثني عبد الصمد بن الفضل الربعي، حدثنا إسحاق بن نجيح، عن ابن جريج، عن عطاء، عن ابن عباس،قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حفظ على أمتي أربعين حديثا من السنة، كنت له شفيعا يوم القيامة............

قال الشيخ: وهـذه الأحـاديث التي ذكرتها مع سائر الروايات عند إسحاق بن نجيح عمن روى عـنـه، فـكـلهـا موضوعات، وضعها هو، وعامة ما أتى عن ابن جريج، فكل منكر هو وضعه عليه، وروى ابن جريج، عن عطاء، عن أبي سعيد الخدري وصية أوصى بها النبي صلى الله عليه وسلم لـعـلـي بـن أبي طالب كلها في الجماع، وكيف يجامع إذا جامع، وذلـك من وضعه، وكأن النبي صلى الله عليه وسلم لم يوص لعلي إلا في الجماع وحده.

وإسـحـاق بـن نجيح بين الأمر في الضعفاء، وهو ممن يضع الحديث (الكامل في ضعفاء الرجال لابـن عـدي، ج ا ص ٥٣٦ الىٰ ٥٤٠ مـلـخـصـاً، تـحت رقم الترجمة ١٥٥ ا ، اسحاق بن نجيح ابو صالح الملطي)

کی) سند سب سے اچھی ہے، لیکن یہ سند محفوظ نہیں ہے، اور نہ ہی مالکؒ بن انس کی حدیث سے مشہور ہے، اور جس کو اس نے مالک بن انس سے روایت کیا، تو اس نے امام مالک پر خطا کا ارتکاب کیا، اور ان کی طرف ایسی چیز منسوب کی، جو دراصل ان کی روایت نہیں ہے۔ [1]

علامہ عبدالرحمٰن ابن الجوزی اس سلسلہ میں وارد مختلف روایات اور ان کی اسنادی حیثیت پر روشنی ڈالنے کے بعد فرماتے ہیں:

قال الدارقطنی: کل طرق هذا الحديث ضعاف ولا يثبت منها شيء.

وقال المصنف: وقد بنی علی هذا الحديث الذی بينا علله جماعة من العلماء فصنف كل منهم أربعين حديثا منهم من ذكر فيها الأصول ومنهم من قصر على الفروع ومنهم من أورد فيها الرقائق ومنهم من جمع بين الكل فأولهم أبو عبد الرحمن عبد الله بن المبارك المروزی وبعده أبو عبد الله محمد بن أسلم الطوسی وأحمد بن حرب لصاحب وأبو محمد الحسن بن سفيان النسوی وأبو بكر محمد بن أبی علی ومحمد بن عبد الله الجوزقی والحاكم أبو عبد الله النيسابوری ومحمد بن الحسين السلمی وأبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهانی وإسماعيل بن عبد الرحمن الصابونی وأبو إسماعيل عبد الله بن محمد الأنصاری وأبو القاسم القشيری وخلق كثير

[1] وأخبرنا أحمد بن عبد الله، نا مسلمة بن القاسم، حدثنا يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم بن يزيد بن حجر العسقلانی بعسقلان قال: حدثنا أبو أحمد حميد بن مخلد بن زنجويه، ثنا يحيى بن عبد الله بن بكير قال: حدثنا مالك بن أنس، عن نافع مولى ابن عمر، عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حفظ على أمتی أربعين حديثا من السنة حتى يؤديها إليهم كنت له شفيعا أو شهيدا يوم القيامة قال أبو عمر: هذا أحسن إسناد جاء به هذا الحديث، ولكنه غير محفوظ ولا معروف من حديث مالك ومن رواه عن مالك فقد أخطأ عليه وأضاف ما ليس من روايته إليه (جامع بيان العلم وفضله لابن عبدالبر، رقم الحديث ۲۰۵)

www.idaraghufran.org

وأكثرهم لا يعرف علل الحديث فإنا قد ذكرنا عن الدارقطني أنه قال لا يثبت منها شيء ومنهم من تسامح بعد العلم لحث على خير (العلل المتناهية فى الاحاديث الواهية لابن الجوزى، ج ا ص ۱۲۱، ۱۲۲،أبواب ما يتعلق بالحديث ،باب ثواب من حفظ أربعين حديثا)

ترجمہ: دارقطنی نے فرمایا کہ اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں، اوران میں سے کوئی سند ثابت نہیں ہے۔

اور مصنف نے فرمایا کہ اس حدیث پر جس کی علتوں کا ہم نے ذکر کیا، علماء کی ایک جماعت نے بنیاد رکھی ہے، اوران میں سے ہرایک نے چالیس حدیثوں کو جمع کر کے تصنیف کی ہے، جن میں بعض نے اصول ذکر کیے، اور بعض نے فروع پر اکتفاء کیا، اور بعض نے رقائق کا ذکر کیا، اور بعض نے تمام کو جمع کیا، جن میں سب سے پہلے ابوعبد الرحمٰن عبداللہ بن مبارک مروزی ہیں، اوران کے بعد ابوعبداللہ محمد بن اسلم طوسی ہیں، اوراحمد بن حرب ہیں، اور ابومحمد حسن بن سفیان نسوی ہیں، اور ابوبکر محمد بن ابی علی ہیں، اور محمد بن عبداللہ جوزقی ہیں، اور حاکم ابوعبداللہ نیسا پوری ہیں، اور محمد بن حسین سلمی ہیں، اور ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی ہیں، اور اسماعیل بن عبدالرحمٰن صابونی ہیں، اور ابواسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری ہیں، اور ابوقاسم قشیری ہیں، اور بھی بہت سے افراد ہیں، جن میں سے اکثر اس حدیث کی علتوں کو نہیں پہچان سکے، اور ہم دارقطنی سے یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ ان میں سے کوئی سند ثابت نہیں ہے، البتہ بعض حضرات کو ان اسناد کا علم ہوا، لیکن انہوں نے خیر کے کام پر ابھارنے کے لیے چشم پوشی سے کام لیا (العلل المتناہیہ)

اور اسماعیل بن محمد العجلونی نے اس سلسلہ میں چند روایات اوران کے متعلق مختلف حضرات کا کلام نقل کرنے کے بعد حافظ ابنِ حجر مکی سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”فالصواب أنه ضعيف لا موضوع“

ترجمہ: صواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، موضوع نہیں ہے۔ [1]

اورعرب کے شیخ ناصرالدین البانی صاحب نے اس حدیث کوموضوع قرار دیا ہے، انہوں نے اس سلسلہ میں تفصیلی بحث کے بعد فرمایا کہ:

" والحق: أن الحديث عندی موضوع، وإن اشتهر عند العلماء، وعملوا من أجله كتب "الأربعين"، ولو كان صحيحا؛ لما قيض الله لروايته والتفرد به تلك الكثرة من الكذابين والوضاعين".

ترجمہ: حق بات یہ ہے کہ میرے نزدیک یہ حدیث موضوع ہے، اگرچہ علماء کے نزدیک مشہور ہے، اورانہوں نے اس حدیث کی وجہ سے "کتبِ اربعین" پرعمل کیا ہے، اوراگر یہ حدیث صحیح ہوتی، تو اللہ اس روایت کے لیے اوراس کے ساتھ تفرد کے لیے اتنی

---

[1] من حفظ على أمتى أربعين حديثًا بعث يوم القيامة فقيهًا.

رواه أبو نعيم بنحوه عن ابن عباس وابن مسعود.

وأخرجه ابن الجوزى فى "العلل المتناهية "عن أنس وعلى ومعاذ وأبى هريرة وغيرهم.

ورواه ابن عدى عن ابن عباس بلفظ: " من حفظ على أمتى أربعين حديثًا من السنة؛ كنت له شفيعًا وشهيدًا يوم القيامة."

وأخرجه ابن النجار فى تاريخه عن أبى سعيد الخدرى بلفظ: " من حفظ على أمتى أربعين حديثًا من سنتى؛ أدخلته يوم القيامة فى شفاعتى."

وقال الدارقطنى: طرقه كلها ضعيفة وليس بثابت.

ولذا قال الحافظ ابن حجر – رحمه الله تعالى: جمعت طرقه فى جزء ليس فيها طريق تسلم من علة قادحة .

وقال البيهقى فى شعبه عقب حديث أبى الدرداء رضى الله تعالى عنه: هذا متن مشهور فيما بين الناس، وليس له إسناد صحيح.

وقال ابن عساكر: فيها مقال كلها.

وقال النووى فى خطبة أربعينه: واتفق الحفاظ على أنه حديث ضعيف، وإن كثرت طرقه .انتهى.

وقال العلامة ابن حجر المكى –رحمه الله تعالى– فى شرحه: ولا يرد على قول المصنف قول الحافظ أبى طاهر السلفى فى أربعينه: أنه روى من طرق وثقوا بها، وركنوا إليها، وعرفوا صحتها، وعولوا عليها .انتهى؛ لأنه معترض، وإن أجاب عنه الحافظ المنذرى بأنه يمكن أن يكون سلك فى ذلك مسلك من رأى أن الأحاديث الضعيفة إذا انضم بعضها لبعض، أحدثت قوة .ولا يرد على المصنف ذكر ابن الجوزى له فى "الموضوعات"؛ لأنه تساهل منه؛ فالصواب أنه ضعيف لا موضوع .انتهى.ثم قال: وأما خبر من حفظ على أمتى حديثًا واحدًا؛ كان له كأجر أحد وسبعين نبيًا صديقًا؛ فهو موضوع .انتهى كلام ابن حجر(كشف الخفاء للعجلونى، ج٢ص ٢٩٢، ٢٩٣، تحت رقم الحديث ٢۴٦٥، حرف الميم)

www.idaraghufran.org

کثرت سے کذّاب اور وضّاع لوگوں کا فیصلہ نہ فرماتا۔ ؎

؎ (من حفظ على أمتي أربعين حديثا من السنة، كنت له شفيعا يوم القيامة) .موضوع.

رواه الحسن بن سفيان في "الأربعين"، وعنه المقدسي في آخر "أربعينه (2 /61) "، وتمام في "الفوائد" (2 /209)، وابن عدى (2 /15)، وأبو عبد الله الصاعدى في "الأربعين (2 /1) "، والخطيب في "شرف أصحاب الحديث (1 /32 /1) "، وأبو القاسم القشيرى في "أربعينه (1 /151) "، وابن عبد البر في "الجامع (44 /1) "، والقاسم بن عساكر في "الأربعين البلدانية (1 /4) "، ومحمد ابن طولون في "الأربعين (1 /6) "عن إسحاق بن نجيح عن ابن جريج عن عطاء ابن أبى رباح عن ابن عباس مرفوعا .وقال ابن عدى: "إسحاق بن نجيح بين الأمر في الضعفاء، وهو ممن يضع الحديث ."وقال ابن نصر المقدسى: "تفرد به إسحاق بن نجيح الملطى."وتعقبه ابن طولون بقوله: "رواه ابن عدى من حديث خالد بن يزيد العمرى عن ابن جريج به، ثم قال: "روى هذا الحديث – مع خالد بن يزيد – إسحاق بن نجيح الملطى، وهو شر منه ."وإسحاق هذا؛ قال أحمد: هو أكذب الناس .وقال يحيى: هو معروف بالكذب ووضع الحديث .وقال الحافظ أبو نعيم: رواية ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس متصلة صحيحة على شرط الأئمة، لكن الراوى عن ابن جريج إسحاق ابن نجيح متروك الحديث!"

قلت: وهذا تعقب شكلى لا طائل تحته؛ فإن خالدا هذا كذاب أيضا، كذبه أبو حاتم ويحيى .وقال ابن حبان: "يروى الموضوعات عن الأثبات."

وتابعه بقية عن عبد الملك بن عبد العزيز (وهو ابن جريج) ؛ بلفظ: "من حمل من أمتي أربعين حديثا؛ بعثه الله يوم القيامة فقيها عالما."

أخرجه أبو نعيم في "أخبار أصبهان (201-200 /1) "، والسلفى في "الطيوريات (2-1 /89) "، والقاسم بن عساكر في "أربعينه (2 /4) "عن عبد الله ابن محمد بن سعيد الإصطخرى: حدثنا أبو عبد الله محمد بن أحمد الشرقى – بإصطخر –: أخبرنا محمد بن عمرو بن حنان: أخبرنا بقية بن الوليد .وقال القاسم: "عبد الله بن محمد بن سعيد الإصطخرى أكثر من روى عنه مجهولون لا يعرفون، وأحاديثه مقلوبة، قال البرقانى: أظنهم تكلموا فيه .وشيخه مجهول .ومحمد بن عبد الله بن عمرو بن حنان أبو عبد الله الكلبى من أهل حمص؛ ثقة .وبقية تكلموا فيه."

قلت: ذكر ابن حبان أنه كان مدلسا، يدلس عن الثقات ما أخذه عن مثل المجاشع بن عمرو، والسرى بن عبد الحميد، وعمر بن موسى التميمى، وأشباههم من المتروكين .

ثم روى ابن عبد البر من طريق يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم بن يزيد بن حجر العسقلانى: حدثنا أبو أحمد حميد بن مخلد بن زنجويه: أخبرنا يحيى بن عبد الله بن بكير قال: حدثنا مالك بن أنس عن نافع مولى ابن عمر عن ابن عمر مرفوعا نحوه .وقال: "هذا أحسن إسناد جاء به هذا الحديث، ولكنه غير محفوظ ولا معروف من حديث مالك، ومن رواه عن مالك فقد أخطأ عليه، وأضاف ما ليس من روايته عليه!"

كذا قال، وأقره ابن طولون! وهو بحاجة إلى تحرير؛ فإن ظاهره تعصيب الخطأ بيحيى بن عبد الله بن بكير؛ فإنه مع كونه من شيوخ البخارى ومسلم؛ فقد تكلموا في سماعه من مالك، كما قال الحافظ في "التقريب."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

خلاصہ یہ کہ مذکورہ حدیث کا متن اگرچہ بہت مشہور ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لكن في الطريق إليه يعقوب العسقلاني؛ قال الذهبي: "كذاب."ثم ساق له هذا الحديث بهذا الإسناد.
وساق له الحافظ في "اللسان "حديثا آخر موقوفا على ابن عمر، وقال: "هذا من أباطيل يعقوب ."ثم قال: "وقد وجدت له حكاية يشبه أن تكون من وضعه ."ثم ذكرها بسنده منه إليه؛ فهو الآفة.
ثم رواه القاسم بن عساكر من طريق أبى نصر محمد بن على بن عبد الله بن أحمد بن ودعان الموصلي: أنبأنا أبو سعيد الآملي المقرىء: أخبرنا أبو محمد عبد الله ابن أحمد القاضي عن أبيه: حدثنا أبو على الحسن بن الصباح البزار: حدثنا سفيان ابن عيينة عن عمرو بن دينار عن ابن عمر؛ بلفظ: "من نقل عنى إلى من لم يلحقنى من أمتى أربعين حديثا؛ كتب فى زمرة العلماء، وحشر فى جملة الشهداء ."وقال: "أبو نصر بن ودعان غير ثقة عند أهل الحديث، نسبه قوم إلى الكذب، وآخرون إلى وضع الأحاديث، وسمعت أبى رحمه الله يصفه بالكذب والوضع .وأساء الثناء عليه الحافظ أبو طاهر السلفي، وصنف جزئا لطيفا فى الطعن فى "أربعين ابن ودعان - "وهو عندى – .وأبو سعيد الآملي غير معروف .وأبو محمد عبد الله بن أحمد القاضي غير مشهور .وأبوه كذلك .والحديث مركب على إسناد صحيح."
وابن ودعان هذا مترجم فى "الميزان"، ووصفه بأنه: "صاحب تلك "الأربعين الودعانية الموضوعة"، ذمه أبو طاهر السلفي وأدركه وسمع منه، وقال: هالك متهم بالكذب .وكتابه فى "الأربعين "سرقه من عمه أبى الفتح، وقيل: سرقه من زيد بن رفاعة وحذف منه الخطبة ...وابن رفاعة وضعها أيضا، ولفق كلمات من دقائق الحكماء، ومن قول لقمان، وطول الأحاديث."
وزيد بن رفاعة هذا يكنى بأبى الخير، وله ترجمة أيضا فى "الميزان"، و "أربعينه "محفوظة فى المكتبة الظاهرية.
وقد أخرج الحديث فيه (1 /3)، وعنه القاسم بن عساكر فى "أربعين السلفي : (2 /6) "حدثنى على بن شعيب البزاز – بالرقة –: أخبرنا إسماعيل بن إبراهيم الأسدى: أخبرنا عباد بن إسحاق: أخبرنا عبد الرحمن بن معاوية عن الحارث مولى سباع عن أبى سعيد الخدرى مرفوعا بلفظ الترجمة؛ إلا أنه قال: "أدخلته يوم القيامة فى شفاعتى ."وقال ابن عساكر: "أبو الخير متهم بوضع الحديث، كذاب، ذكره أبو بكر الخطيب فى "التاريخ "فقال: كان كذابا وقال: سمعت أبا القاسم هبة الله بن الحسن الطبرى ذكر زيد بن رفاعة فقال: رأيته بالرى، وأساء القول فيه .وشيخه على بن شعيب مجهول .وإسماعيل بن إبراهيم الأسدى غير معروف .وعباد بن إسحاق مجهول .وعبد الرحمن بن معاوية أبو الحويرث الزرقى سئل مالك عنه فقال: ليس بثقة .وقال أبو حاتم الرازى: ليس بثقة، يكتب حديثه ولا يحتج به."
واللفظ الثانى المتقدم من حديث بقية قد روى من حديث أنس أيضا، وله عنه طريقان:
الأولى: عن سليمان بن سلمة الخبائزى: حدثنا نصر بن الليث عن عمر بن شاكر عنه.
أخرجه ابن عدى (56 /5)، وتمام . (2 /206)
قلت: عمر هذا ضعيف؛ وفى ترجمته أورده ابن عدى؛ فما أصاب؛ لأن الخبائزى متهم بالكذب! لذلك قال الذهبى فى آخر ترجمة عمر: "هذا من وضع سليمان، فينبغى أن يكون فى ترجمته."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن اس کی اسناد ضعیف یا موضوع قرار دی گئی ہیں۔

(جاری ہے......)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والأخرى: عن معلى بن هلال عن أبان عنه.

أخرجه الخطيب في "شرف أصحاب الحديث (1 /32 /1) "عن محمد بن أبان قال: حدثنا معلى .

قلت: وأبان: هو ابن أبي عياش؛ متروك.

ومعلى بن هلال؛ قال أحمد: "متروك الحديث، حديثه موضوع كذب ."وقال الحافظ: "اتفق النقاد على تكذيبه." ومحمد بن أبان: هو الغنوى أو الغيرى؛ مجهول الحال.

وخالفه أبو إسحاق الحجازى فقال: عن المعلى عن السدى عن أنس.

أخرجه أبو نعيم فى "أخبار أصبهان (206 /1) "، وابن عبد البر (43 /1)عن بقية عنه.

وأبو إسحاق هذا؛ قال الذهبى: "روى عن موسى بن أبى عائشة مناكير .قال ابن حبان: لا يجوز الاحتجاج به ."ثم ذكر له حديثا طويلا موضوعا.

وقد جمع اللفظين المذكورين فى سياق واحد بعض المتروكين، فقال عبد الملك ابن هارون بن عنترة عن أبيه عن جده وعن أبى الدرداء مرفوعا بلفظ: "من حفظ على أمتى أربعين حديثا من أمر دينها؛ بعثه الله فقيها، وكنت له يوم القيامة شافعا وشهيدا."

أخرجه أبو بكر الشافعي فى "الفوائد (2 /37 /4) "، وأبو عبد الله بن منده فى "الأمالى (2 /36) "، والسلفى فى "الأربعين (2 /9) "، والقاسم بن عساكر (1 /6)عن الفضل بن غانم عنه .وقال ابن عساكر: "الفضل بن غانم البغدادى قاضى الرى .قال أحمد بن حنبل: من يقبل عن ذاك حديثا؟! يعنى من يكتب عنه؟!

وعبد الملك بن هارون بن عنترة؛ ضعفه أحمد بن حنبل .وقال يحيى بن معين: كذاب .وقال أبو حاتم: متروك الحديث، ذاهب الحديث."

وقال الحافظ ابن حجر فى "الأربعين العوالى "(رقم 45) – بعدما أخرجه من طريق السلفى –: "هذا حديث مشهور، وله طرق كثيرة، وهو غريب من هذا الوجه، تفرد به عبد الملك .وأخرجه ابن حبان فى "كتاب الضعفاء "له من طريق عبد الملك بن هارون هذا، واتهمه به، وقال: لا يحل كتب حديثه إلا للاعتبار . وضعفه غيره، وباقى رجاله ثقات."

وعبد الملك؛ قال السعدى: "دجال كذاب ."وقال صالح بن محمد: "عامة حديثه كذب، وأبوه هارون ثقة ."وقال الحاكم فى "المدخل:" "روى عن أبيه أحاديث موضوعة."

وفى الباب طرق أخرى عند ابن عبد البر وغيره؛ لا تخلو كلها من مجروح، وقال ابن عبد البر فى آخرها: "قال أبو على بن السكن: وليس يروى هذا الحديث عن النبى – صلى الله عليه وسلم – من وجه ثابت ." وقال النووى فى مقدمة "أربعينه":"واتفق الحفاظ على أنه حديث ضعيف، وإن كثرت طرقه ."

يعنى: أن كثرة طرقه لم ينجبر بها ضعفه، وما ذلك إلا لشدة ضعفها واختلاف ألفاظها.

والحق: أن الحديث عندى موضوع، وإن اشتهر عند العلماء، وعملوا من أجله كتب "الأربعين"، ولو كان صحيحا؛ لما قيض الله لروايته والتفرد به تلك الكثرة من الكذابين والوضاعين!(سلسلة الاحاديث الضعيفة ، تحت رقم الحديث ۴۵۸۹)

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

بعدِ اقامت، سنت پڑھنے کے متعلق ولی اللّٰہی موقف

(بسلسلہ: شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال: قسط10)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المسوّیٰ شرح الموطأ'' میں فرماتے ہیں:

(مالک)عن شریک بن عبد الله بن أبی نمر، عن أبی سلمة بن عبد الرحمن، أنه قال: سمع قوم الإقامة .فقاموا یصلون .فخرج علیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: أصلاتان معا؟ أصلاتان معا؟ وذلک فی صلاة الصبح .فی الرکعتین اللتین قبل الصبح.

قلت: وعلیه الشافعی، ومعناه عندالحنفیة کراهیة ان یصلی فی الصف مخالطاً للقوم وهم فی الصلاة أو بحیث لایکون بینه وبینهم حائل، فلو وجد الامام فی صلاة الفجر وهو لم یرکع رکعتی الفجر وهو بحیث لو رکعهما ادرک رکعة مع الامام فانه یرکعها فی باب المسجد (المسوّیٰ شرح الموطأ، الجزء الاول، ص۲۰۴، ۲۰۵، کتاب صلاة اللیل،باب اذا اقیمت الصلاة ترک رکعتی الفجر وغیرهما من النوافل، مطبوعة:دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ،شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے اقامت کو سنا، پھرانہوں نے کھڑے ہوکر(اپنی سنت) نماز پڑھنی شروع کی،تو ان کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور فرمایا کہ کیا ایک ساتھ دونمازیں پڑھی جارہی ہیں؟ کیا ایک ساتھ دونمازیں پڑھی جارہی ہیں؟اور یہ فجر کی نماز کا واقعہ ہے،ان دو(سنت) رکعتوں کے بارے میں جو فجر کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ امام شافعی کا اسی حدیث کے مطابق عمل ہے۔

اور حنفیہ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے والے لوگوں کے

ساتھ صف میں مخلوط ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، یا اس طرح مکروہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے والے لوگوں اور سنت پڑھنے والے کے درمیان کوئی حائل نہ ہو، پس اگر امام کو فجر کی نماز میں پائے، اور اس نے فجر کی دو سنتیں نہیں پڑھیں، اور یہ فجر کی دو سنتیں پڑھ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پا سکتا ہو، تو حنفیہ کے نزدیک اسے یہ دو رکعتیں مسجد کے دروازے کے قریب پڑھ لینی چاہییں (المسوی)

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المصفیٰ شرح الموطأ'' میں فرماتے ہیں:

ظاہر این حدیث موافق مذہب شافعی ست، وحنفیہ این حدیث را حمل کردہ بر مخالطۃ متنفل مفترضین را در صف واحد یا بوضعیکہ درمیان متنفل ومفترضین حایل نباشد، وذکر کردہ اند کہ اگر اقامت نماز شد واین شخص سنت فجر نگذاردہ است تامل کند اگر ظن غالب آنست کہ یک رکعۃ بجماعت خواہد یافت درناحیۃ مسجد یا بابِ مسجد سنت بگذار والا موقوف کند (المصفیٰ شرح الموطأ، الجزء الاول، ص۱۶۳، کتاب صلاۃ اللیل، باب اذا اقیمت الصلاۃ ترک رکعتی الفجر وغیرہما من النوافل، مطبوعہ: مطبع فاروقی، دہلی)

ترجمہ: اس حدیث کا ظاہر امام شافعی کے مذہب کے موافق ہے (کہ فجر کی نماز کھڑی ہونے کے بعد سنت نماز نہیں پڑھنی چاہیے، بلکہ فجر کی نماز با جماعت میں شامل ہونا چاہیے) اور حنفیہ نے اس حدیث کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ ایک صف میں نفل اور فرض پڑھنے والوں کا اختلاط لازم نہ آئے، یا اس طرح نماز پڑھی جائے کہ نفل پڑھنے اور فرض پڑھنے والوں کے درمیان کوئی حائل نہ ہو، اور حنفیہ نے یہ بات ذکر کی ہے کہ اگر فجر کی نماز شروع ہوگئی، اور اس شخص نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھیں، تو وہ اس بات میں غور کرے کہ اگر اس کے غالب گمان کے مطابق مسجد کے کسی کونے میں یا مسجد کے دروازے پر سنت پڑھ کر ایک رکعت کو پالے گا، تو پھر سنتیں پڑھ لینی چاہییں، ورنہ سنتیں نہیں پڑھنی چاہییں (المصفیٰ)

مذکورہ عبارات میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے شافعیہ اور حنفیہ کے موقف کو اجمالی انداز میں ذکر فرمایا ہے، اور مذکورہ عبارات سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث

دہلوی رحمہ اللہ کا رجحان اس مسئلہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مذکورہ عبارت میں حنفیہ کا جو موقف مسجد کے کونے میں فجر کی دو سنتیں پڑھ لینے کا ذکر فرمایا ہے، وہ ایک روایت کے مطابق ہے، اور مشہور روایت یہی ہے، جبکہ حنفیہ کی دوسری روایت کے مطابق فجر کی دو سنتیں پڑھنے کا جائز ہونا مسجد کی حدود سے باہر کے ساتھ خاص ہے، اور بعض حضرات نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اصل مذہب یہی قرار دیا ہے۔

ذیل میں اس مسئلہ کی کچھ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

جو شخص ایسے وقت مسجد میں داخل ہو، جب نماز شروع ہو چکی ہو، تو اس کو سنت و نوافل میں مشغول ہونا جائز نہیں ہے۔

اور حنفیہ کے علاوہ جمہور فقہائے کرام کے نزدیک یہ حکم تمام سنتوں کو شامل ہے، جس میں فجر کی سنتیں بھی داخل ہیں۔ [1]

---

[1] من دخل المسجد، وقد أخذ المؤذن فی إقامة الصلاة فلا یجوز له الانشغال عنها بنافلة، سواء أخشی فوات الرکعة الأولی أم لم یخش فواتها؛ لما ورد أن النبی صلی الله علیه وسلم قال :إذا أقیمت الصلاة فلا صلاة إلا المکتوبة ولأن ما یفوته مع الإمام أفضل مما یأتی به، فلا یشتغل به، وقد روت السیدة عائشة -رضی الله تعالی عنها -أن النبی صلی الله علیه وسلم خرج حین أقیمت الصلاة، فرأی ناسا یصلون، فقال :أصلاتان معا .وهذا عند المالکیة والشافعیة والحنابلة.وبهذا قال أبو هریرة، وابن عمر، وعروة، وابن سیرین، وسعید بن جبیر، وإسحاق، وأبو ثور، وهو مذهب الحنفیة بالنسبة لغیر سنة الفجر.

وقال الحنفیة فی سنة الفجر :إذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغاله بسنتها ترکها؛ لکون الجماعة أکمل، فلا یشرع فیها .وإذا رجا إدراک رکعة مع الإمام فلا یترک سنة الفجر، بل یصلیها، وذلک فی ظاهر المذهب، وقیل :إذا رجا إدراک التشهد مع الإمام فإنه یصلی السنة خارج المسجد عند بابه إن وجد مکانا، فإن لم یجد مکانا ترکها ولا یصلیها داخل المسجد؛ لأن التنفل فی المسجد عند اشتغال الإمام بالفریضة مکروه وروی عن ابن مسعود :أنه دخل والإمام فی صلاة الصبح فرکع رکعتی الفجر، وهذا مذهب الحسن، ومکحول، ومجاهد، وحماد بن أبی سلیمان (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۲۷ ص ۱۶۹، مادة "صلاة الجماعة")

قال الحنفیة :یکره تحریما التطوع عند إقامة الصلاة المفروضة، لحدیث :إذا أقیمت الصلاة فلا صلاة إلا المکتوبة إلا سنة الفجر إن لم یخف فوت جماعة الفرض ولو بإدراک تشهده، فإن خاف ترکها أصلا، فیجوز الإتیان بسنة الفجر عند الإقامة، لشدة تأکدها، والحث علیها، ومواظبة النبی صلی الله علیه وسلم علیها، قال علیه السلام :رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیها وقالت عائشة :لم یکن النبی صلی الله علیه وسلم علی شیء من النوافل أشد تعاهدا منه علی رکعتی الفجر .وروی الطحاوی وغیره عن ابن مسعود :أنه دخل المسجد، وأقیمت الصلاة، فصلی رکعتی الفجر فی المسجد إلی أسطوانة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اوراحناف نے فجر کی سنتوں کے بارے میں یہ حکم بیان فرمایا ہے کہ اگر مسجد میں جماعت کھڑی ہونے میں کم وقت باقی ہو یا جماعت کھڑی ہوچکی ہو تو ایسی صورت میں گھر میں سنتیں پڑھ کر مسجد میں جانا بہتر ہے، اوراگر کسی نے سنتیں نہ پڑھی ہوں اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد جماعت شروع ہوچکی ہو، تو مسجد کی حدود سے باہر ہلکی پھلکی سنتیں پڑھ لینے کے بعد امام کے ساتھ تشہد میں شرکت کی امید ہو تو پھر سنتیں پڑھ لینی چاہئیں، اوراگر تشہد میں شرکت کی امید نہ ہو تو پھر سنتیں نہیں پڑھنی چاہئیں، بلکہ جماعت میں شریک ہوجانا چاہئے۔

جبکہ بعض حنفیہ نے فرمایا کہ اگر مسجد کی حدود سے باہر جگہ میسر نہ ہو، اوراُس مسجد کے دو حصے ہوں اور ایک حصہ میں جماعت ہورہی ہو، تو دوسرے حصہ میں بھی سنتیں پڑھنا جائز ہے۔

اوراگرایسی جگہ نہ ہو، تو پھر کم از کم کسی دیوار وغیرہ کے حائل میں سنتیں پڑھ لینا جائز ہے۔

اوراگر مسجد میں مذکورہ تفصیل کے مطابق فجر کی سنتیں پڑھنا ممکن نہ ہو، تو جس جگہ جماعت ہورہی ہو ،وہاں صف کے پیچھے اسی طرح متصل سنتیں پڑھنا ممنوع ہے، جیسا کہ آج کل بعض ناواقف لوگ ایسا کرتے ہیں، جبکہ اس طرح صفوں کے متصل سنتیں پڑھنے کی حنفیہ کے نزدیک بھی گنجائش نہیں ہے، لہٰذا اس طریقہ سے بچنا ضروری ہے، کیونکہ اس میں احادیث کی صریح مخالفت پائی جاتی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وكذلك يكره التطوع عند ضيق وقت المكتوبة، لتفويته الفرض عن وقته.

وقال الشافعي والجمهور :يكره افتتاح نافلة بعد إقامة الصلاة، سواء أكانت راتبة كسنة الصبح والظهر والعصر، أم غيرها كتحية المسجد .وقد عنون النووي لهذا البحث بقوله :باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلاة، سواء السنة الراتبة كسنة الصبح والظهر وغيرها، سواء علم أنه يدرك الركعة مع الإمام أم لا. ودليل الجمهور على كراهة افتتاح النافلة :قوله صلى الله عليه وسلم :إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة وفي الرواية الأخرى :أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر برجل يصلي، وقد أقيمت صلاة الصبح، فقال :يوشك أن يصلي أحدكم الصبح أربعا ومعناه أنه لا يشرع بعد الإقامة للصبح إلا الفريضة،فإذا صلى ركعتين نافلة بعد الإقامة، ثم صلى معهم الفريضة، صار في معنى من صلى الصبح أربعا لأنه صلى بعد الإقامة أربعا.

والصحيح في حكمة النهي عن صلاة النافلة بعد الإقامة :أن يتفرغ للفريضة من أولها، فيشرع فيها عقب شروع الإمام، وإذا اشتغل بنافلة فاته الإحرام مع الإمام، وفاته بعض مكملات الفريضة، فالفريضة أولى بالمحافظة على إكمالها .وفيه حكمة أخرى هو النهي عن الاختلاف على الأئمة.

إلا أن الإمام مالك قال :إن لم يخف فوات الركعة ركعهما خارج المسجد(الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ،ج ١ ،ص ٩٠٦ ،الباب الثاني :الصلاة ،الفصل الثاني)

www.idaraghufran.org

اس سلسلہ میں چند عبارات وحوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ابنِ رشد قرطبیؒ ''بدایةُ المجتهد'' میں فرماتے ہیں:

فی الذی لم یصل رکعتی الفجر وأدرک الإمام فی الصلاة، أو دخل المسجد لیصلیهما فأقیمت الصلاة فقال مالک :إذا کان قد دخل المسجد فأقیمت الصلاة فلیدخل مع الإمام فی الصلاة ولا یرکعهما فی المسجد والإمام یصلی الفرض، وإن کان لم یدخل فی المسجد فإن لم یخف أن یفوته الإمام برکعة فلیرکعهما خارج المسجد، وإن خاف فوات الرکعة فلیدخل مع الإمام، ثم یصلیهما إذا طلعت الشمس.

ووافق أبو حنیفة مالکا فی الفرق بین أن یدخل المسجد أو لا یدخله، وخالفه فی الحد فی ذلک فقال :یرکعهما خارج المسجد ما ظن أنه یدرک رکعة من الصبح مع الإمام.

وقال الشافعی :إذا أقیمت الصلاة المکتوبة فلا یرکعهما أصلا، لا داخل المسجد ولا خارجه.

وحکی ابن المنذر أن قوما جوزوا رکوعهما فی المسجد والإمام یصلی وهو شاذ.

والسبب فی اختلافهم :اختلافهم فی مفهوم قوله -علیه الصلاة والسلام :-إذا أقیمت الصلاة فلا صلاة إلا المکتوبة :

فمن حمل هذا علی عمومه لم یجز صلاة رکعتی الفجر إذا أقیمت الصلاة المکتوبة، لا خارج المسجد ولا داخله.

ومن قصره علی المسجد فقد أجاز ذلک خارج المسجد ما لم تفته الفریضة، أو لم یفته منها جزء .

ومن ذهب مذهب العموم فالعلة عنده فی النهی إنما هو الاشتغال بالنفل عن الفریضة.

ومن قصر ذلک علی المسجد فالعلة عنده إنما هو أن تکون صلاتان معا فی موضع واحد لمکان الاختلاف علی الإمام، کما روی عن أبی سلمة بن عبد الرحمن أنه قال :سمع قوم الإقامة فقاموا یصلون،

فخرج عليهم رسول الله -صلى الله عليه وسلم -فقال " :أصلاتان معا؟ "قال :وذلك فى صلاة الصبح والركعتين اللتين قبل الصبح .
وإنما اختلف مالك وأبو حنيفة فى القدر الذى يراعى من فوات صلاة الفريضة من قبل اختلافهم فى القدر الذى به يفوت فضل صلاة الجماعة للمشتغل بركعتى الفجر إذ كان فضل صلاة الجماعة عندهم أفضل من ركعتى الفجر.
فمن رأى أنه بفوات ركعة منها يفوته فضل صلاة الجماعة قال: يتشاغل بها ما لم تفته ركعة من الصلاة المفروضة.
ومن رأى أنه يدرك الفضل إذا أدرك ركعة من الصلاة لقوله -عليه الصلاة والسلام :-من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك الصلاة أى قد أدرك فضلها، وحمل ذلك على عمومه فى تارك ذلك قصدا أو بغير اختيار، قال :يتشاغل بها ما ظن أنه يدرك ركعة منها.
ومالك إنما يحمل هذا الحديث -والله أعلم -على من فاتته الصلاة دون قصد لفواتها، ولذلك رأى أنه إذا فاتته منها ركعة فقد فاته فضلها.
وأما من أجاز ركعتى الفجر فى المسجد والصلاة تقام :فالسبب فى ذلك أحد أمرين :إما أنه لم يصح عنده هذا الأثر أو لم يبلغه .قال أبو بكر بن المنذر :هو أثر ثابت -أعنى قوله -عليه الصلاة والسلام :-إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة .-وكذلك صححه أبو عمر بن عبد البر، وإجازة ذلك تروى عن ابن مسعود (بداية المجتهد ونهاية المقتصد، ج ١ ،ص ٢١٦ ،كتاب الصلاة،الباب الثانى فى ركعتى الفجر)

ترجمہ: جس شخص نے فجر کی دوسنتیں نہیں پڑھیں،اوراس نے امام کونماز میں پایا،یا کوئی مسجد میں داخل ہوا،تا کہ وہ فجر کی دوسنتیں پڑھے، پھر فجر کی نماز کھڑی ہوگئی،توامام مالک نے فرمایا کہ جب مسجد میں داخل ہونے کے بعدنماز کھڑی ہوئی،تو اسے چاہیے کہ وہ امام کے ساتھ نماز میں شامل ہوجائے،اورامام کے فرض پڑھنے کی صورت میں مسجد کے اندر ان دوسنتوں کو نہ پڑھے،اوراگرمسجد میں داخل نہیں ہوا،تواگرامام کے ساتھ ایک رکعت

بھی فوت ہونے کا خوف نہ ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ مسجد سے باہر ان دو رکعتوں کو پڑھ لے، اور اگر ایک رکعت کے فوت ہونے کا بھی خوف ہو، تو پھر امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے، پھر فجر کی ان دو سنتوں کو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے۔

اور امام ابوحنیفہ نے امام مالک کی (اس مسئلہ میں) موافقت کی ہے، لیکن انہوں نے مسجد میں داخل ہونے یا مسجد میں داخل نہ ہونے کے درمیان فرق نہیں کیا، البتہ اس کی حد میں مخالفت کی ہے، چنانچہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ جب تک امام کے ساتھ فجر کی ایک رکعت ملنے کا بھی گمان ہو، اس وقت تک وہ یہ دو رکعتیں مسجد سے باہر پڑھ لے۔

اور امام شافعی نے فرمایا کہ جب فرض نماز کھڑی ہو جائے، تو ان دو رکعتوں کو قطعاً نہیں پڑھے گا، نہ مسجد کے اندر اور نہ مسجد کے باہر۔

اور ابنِ منذر نے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے امام کے نماز پڑھانے کی صورت میں ان دو رکعتوں کو مسجد میں پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے، مگر یہ شاذ قول ہے۔

اور ان حضرات کے اختلاف کا سبب دراصل نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے اس قول کہ ''إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة'' کے مفہوم میں اختلاف ہے۔

پس جس نے اس حدیث کو اپنے عموم پر محمول کیا، تو اس نے فرض نماز کھڑی ہونے کے بعد فجر کی دو سنتوں کے پڑھنے کو نہ تو مسجد سے باہر جائز قرار دیا، اور نہ مسجد کے اندر۔

اور جس نے اس حدیث کو مسجد تک محدود رکھا، تو اس نے سنتوں کو مسجد سے باہر پڑھنا جائز قرار دیا، جب تک کہ فرض نماز فوت نہ ہو جائے، یا اس کا کوئی جز فوت نہ ہو جائے۔

اور جس نے عام مذہب اختیار کیا، تو اس کے نزدیک ممانعت کی علت ''فرض ترک کر کے نفل میں مشغول ہونا ہے''

اور جس نے اس قول کو مسجد تک محدود رکھا، اس کے نزدیک ممانعت کی علت ''ایک جگہ میں امام سے اختلاف کرتے ہوئے اکٹھی دو نمازوں کا پڑھنا ہے'' جیسا کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ '' کچھ لوگوں نے اقامت کو سنا، پھر

انہوں نے کھڑے ہوکر (اپنی سنت) نماز پڑھنی شروع کی، تو ان کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور فرمایا کہ کیا ایک ساتھ دونمازیں پڑھی جارہی ہیں؟ کیا ایک ساتھ دونمازیں پڑھی جارہی ہیں؟ اور یہ فجر کی نماز کا واقعہ ہے، ان دو (سنت) رکعتوں کے بارے میں جو فجر کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہیں‘‘

اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا جو اس مقدار میں اختلاف ہوا، جس کی فرض نماز فوت ہونے میں رعایت کی جائے گی، ان کی طرف سے اس مقدار میں اختلاف کی وجہ سے کہ جس مقدار سے فجر کی دو رکعتوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے جماعت کی فضیلت فوت جاتی ہے، کیونکہ ان کے نزدیک جماعت کی فضیلت فجر کی دو رکعتوں سے زیادہ ہے۔

پس جس نے یہ سمجھا کہ فرض کی ایک رکعت فوت ہونے سے جماعت کی فضیلت فوت ہوجاتی ہے، اس نے یہ قرار دیا کہ فجر کی سنتوں میں اس وقت تک مشغول ہونا جائز ہے، جب تک فرض نماز کی ایک رکعت بھی فوت نہ ہو۔

اور جس نے یہ سمجھا کہ جماعت کی فضیلت اس وقت تک پالی جاتی ہے، جب تک ایک رکعت بھی پالی جائے، نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے اس قول کی وجہ سے کہ ’’جس نے نماز کی ایک رکعت کو پالیا، تو اس نماز یعنی اس کی فضیلت کو پالیا‘‘ اس نے اس کو عموم پر محمول کیا، خواہ قصداً ترک کرنے والا ہو، یا بغیر اختیار کے، بہرحال وہ سنتوں میں اس وقت تک مشغول رہے گا، جب تک فرض کی ایک رکعت ملنے کا گمان ہو۔

اور امام مالک نے اس حدیث کو واللہ اعلم اس شخص پر محمول کیا ہے، جس کی نماز فوت کرنے کے قصد کے بغیر فوت ہوجائے، اسی وجہ سے انہوں نے فرمایا کہ جب فرض کی ایک رکعت فوت ہوجائے، تو اس کی فضیلت فوت ہوجائے گی۔

اور جس نے فجر کی دو سنتوں کو فرض شروع ہونے کے بعد مسجد میں جائز قرار دیا، تو اس کے نزدیک اس کا سبب دو چیزوں میں سے ایک ہے، یا تو یہ کہ اس کے نزیک یہ حدیث صحیح نہیں، یا اس کو یہ حدیث نہیں پہنچی، ابوبکر ابنِ منذر نے فرمایا کہ یہ حدیث ثابت ہے ، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ’’إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة ‘‘

ابوعمر ابنِ عبدالبر نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور اس (یعنی مسجد کی حدود میں دوسنتیں پڑھنے) کی اجازت حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (بدایۃ المجتہد)

علامہ قسطلانی ''صحیح بخاری'' کی شرح میں فرماتے ہیں:

وقد اختلف فی صلاۃ سنة فریضة الفجر عند إقامتها، فكرهها الشافعی وأحمد وغيرهما.

وقال الحنفية لا بأس أن يصليها خارج المسجد إذا تيقن إدراك الركعة الأخيرة مع الإمام، فيجمع بين فضيلة السنة وفضيلة الجماعة. وقيدوه بباب المسجد لأن فعلها فی المسجد يلزم منه تنفله فيه مع إشغال إمامه بالفرض، وهو مكروه لحديث :إذا أقيمت الصلاة.

وقال المالكية لا تبتدأ صلاة بعد الإقامة لا فرضا ولا نفلا لحديث :إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة، أی الحاضرة .وإن أقيمت وهو فی صلاة قطع إن خشی فوات ركعة .وإلا أتم(إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری، ج ۲، ص ۳۵، باب إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة)

ترجمہ: اور فجر کی فرض نماز کھڑی ہونے کے بعد سنت نماز پڑھنے کے بارے میں اختلاف ہے، جن کے پڑھنے کو امام شافعی اور امام احمد وغیرہ نے مکروہ قرار دیا ہے۔

اور حنفیہ نے فرمایا کہ فجر کی دوسنتوں کو مسجد سے باہر پڑھنے میں حرج نہیں، بشرطیکہ آخری رکعت کے امام کے ساتھ ملنے کا یقین ہو، پس سنت کی فضیلت اور جماعت کی فضیلت کو جمع کیا جائے گا، اور حنفیہ نے مسجد کے دروازے کی قید اس لیے لگائی کہ مسجد میں پڑھنے سے امام کے فرض نماز میں مشغول ہونے کے باوجود نفل میں مشغول ہونا لازم آتا ہے، جو کہ اس حدیث کی رو سے مکروہ ہے کہ ''اذا اقیمت الصلاۃ فلا صلاۃ الا المکتوبة''

اور مالکیہ نے فرمایا کہ نماز کھڑی ہونے کے بعد کسی نماز کو بھی شروع نہیں کیا جائے گا، نہ فرض کو اور نہ نفل کو، اس حدیث کی وجہ سے کہ ''اذا اقیمت الصلاۃ فلا صلاۃ الا المکتوبة'' اس میں فرض نماز سے مراد حاضر نماز ہے، اور اگر نماز کھڑی ہو جائے،

www.idaraghufran.org

اور یہ پہلے سے نماز میں مشغول ہو، تو اس کو اگر ایک رکعت کے فوت ہونے کا خوف ہو، تو یہ اپنی نماز توڑ دے گا، ورنہ پوری کرے گا (ارشادالساری)

مذکورہ عبارات میں فقہائے کرام کا جو موقف ذکر کیا گیا ہے، وہی موقف علامہ ابنِ قدامہ حنبلی رحمہ اللہ نے ''المغنی'' میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ [1]

اور مالکیہ کی کتب میں بھی امام مالک کا مندرجہ بالا مسلک ذکر کیا گیا ہے، بلکہ مالکیہ کی بعض کتب میں فرض نماز کھڑی ہونے کے بعد مسجد میں سنتیں پڑھنے کے مکروہ تحریمی ہونے کی تصریح کی گئی ہے۔ [2]

---

[1] فصل :وإذا أقيمت الصلاة، لم يشتغل عنها بنافلة، سواء خشي فوات الركعة الأولى أم لم يخش .وبهذا قال أبو هريرة، وابن عمر، وعروة، وابن سيرين، وسعيد بن جبير، والشافعي، وإسحاق، وأبو ثور .وروى عن ابن مسعود، أنه دخل والإمام في صلاة الصبح، فركع ركعتي الفجر .وهذا مذهب الحسن، ومكحول، ومجاهد، وحماد بن أبي سليمان .وقال مالك :إن لم يخف فوات الركعة ركعهما خارج المسجد.
وقال الأوزاعي، وسعيد بن عبد العزيز، وأبو حنيفة :يركعهما إلا أن يخاف فوات الركعة الأخيرة .ولنا، قول النبي -صلى الله عليه وسلم -:إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة .رواه مسلم .ولأن ما يفوته مع الإمام أفضل مما يأتي به، فلم يشتغل به، كما لو خاف فوات الركعة .قال ابن عبد البر في هذه المسألة: الحجة عند التنازع السنة، فمن أدلى بها فقد فلح، ومن استعملها فقد نجا.
قال :وقد روت عائشة -رضي الله عنها -أن النبي -صلى الله عليه وسلم -خرج حين أقيمت الصلاة، فرأى ناسا يصلون، فقال :أصلاتان معا؟ .وروى نحو ذلك أنس، وعبد الله بن سرجس، وابن بحينة، وأبو هريرة، عن النبي -صلى الله عليه وسلم -ورواهن كلهن ابن عبد البر في كتاب "التمهيد ."قال :وكل هذا إنكار منه لهذا الفعل .فأما إن أقيمت الصلاة وهو في النافلة، ولم يخش فوات الجماعة، أتمها، ولم يقطعها؛ لقول الله تعالى :(ولا تبطلوا أعمالكم) . وإن خشي فوات الجماعة، فعلى روايتين؛ إحداهما، يتمها؛ لذلك.والثانية، يقطعها؛ لأن ما يدركه من الجماعة أعظم أجرا وأكثر ثوابا مما يفوته بقطع النافلة، لأن صلاة الجماعة تزيد على صلاة الرجل وحده سبعا وعشرين درجة(المغنى لابن قدامة، ج ١،ص ٣٣٠،كتاب الصلاة،فصل إذا أقيمت الصلاة لم يشتغل عنها بنافلة)

[2] إذا دخل المسجد ولم يركع ركعتي الفجر فأقيمت الصلاة، فإنه يخرج من المسجد فيصليها ثم يعود فيصلي معهم إن طمع أن يدرك الصلاة ، وإنما قلنا :أنه لا يصليها في المسجد لقوله " :إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة، ولأن في ذلك خلافًا على الإمام، وإنما قلنا :أنه يخرج فيصليهما لتأكدهما، ولأنه يمكن أن يجمع بين السُّنَّة والفرض(المعونة على مذهب عالم المدينة،ص ٢٤٨،فصل إذا لم يصل ركعتي الفجر وأقيمت الصلاة)

(ولا تبتدأ صلاة بعد الإقامة)ش :انظر هل النهي على جهة المنع أو الكراهة قال ابن عرفة، وإذا أقيمت بموضع صلاة منع فيه ابتداء غيرها، والجلوس فيه انتهى.
هذا هو الذي يفهم من كلام المصنف والتوضيح قال في المدونة في باب صلاة النافلة، وإذا أقيمت الصلاة كره التنفل حينئذ ابن ناجي مثله في ابن الحاجب قال ابن هارون، والمراد بالكراهة التحريم، ومثله قول ابن عبد السلام ظاهر الأحاديث، وما يقوله أهل المذهب في تفاريع هذه المسألة من القطع أن المراد بالكراهة التحريم(مواهب الجليل في شرح مختصر خليل، ج٢،ص ٨٩،فصل صلاة الجماعة)

www.idaraghufran.org

مذکورہ عبارات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فجر کی نماز کھڑی ہونے کے بعد دوسنتوں کو مطلقاً مسجد کی حدود میں پڑھنا مکروہ ہے۔

علامہ ابنِ ہمام رحمہ اللہ نے ’’فتح القدیر ‘‘میں حنفیہ کا یہی مذہب ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

(قوله والتقييد بالأداء عند باب المسجد يدل على الكراهة في المسجد إذا كان الإمام في الصلاة) لما روى عنه -صلى الله عليه وسلم -إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة ولأنه يشبه المخالفة للجماعة والانتباذ عنهم، وعلى هذا فينبغي أن لا تصلى في المسجد إذ لا يمكن عند باب المسجد مكان لأن تركه المكروه مقدم على فعل السنة، غير أن الكراهة تتفاوت، فإن كان الإمام في الصيفي فصلاته إياها في الشتوى أخف من صلاتها في الصيفي وقلبه، وأشد ما يكون كراهة أن يصليها مخالطا للصف كما يفعله كثير من الجهلة (فتح القدير، ج ١، ص٤٧٧، باب إدراك الفريضة)

ترجمہ: صاحبِ ہدایہ کا یہ فرمانا کہ ’’مسجد کے دروازے کے قریب دوسنتوں کے پڑھنے کی قید اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب امام فرض نماز میں مشغول ہو، تو مسجد میں سنتوں کا پڑھنا مکروہ ہے‘‘ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب نماز کھڑی ہوجائے، تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں، اور ایک وجہ یہ بھی کہ ہے یہ طرزِ عمل جماعت کی مخالفت اور باجماعت نماز پڑھنے والوں سے علیٰحدگی اختیار کرنے کے مشابہ ہے، پس اس بناء پر جب مسجد کے دروازے کے قریب کسی جگہ سنتوں کا پڑھنا ممکن نہ ہو، تو ان دو رکعتوں کو مسجد میں پڑھنا مناسب نہیں، کیونکہ مکروہ کا ترک کرنا سنت کے بجالانے پر مقدم ہے، البتہ اتنی بات ہے کہ کراہت کے درجات مختلف ہیں، پس اگر امام گرمی کے موسم والے حصہ میں نماز پڑھ رہا ہو، تو اس کی سنتیں سردی کے موسم والے حصہ میں پڑھنا اس حصہ میں نماز پڑھنے سے ہلکا ہے، جس حصہ میں امام نماز پڑھ رہا ہے، اور اسی طرح اس کے

برعکس، اور شدید ترین کراہت کا درجہ یہ ہے کہ امام کی صف کے ساتھ مخلوط ہو کر پڑھے، جیسا کہ بہت سے جہلاء یہ طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں (فتح القدیر)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک مسجد میں فرض نماز کھڑے ہونے کے بعد مسجد کی حدود میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، جس کی دلیل نقلی بھی ہے، اور عقلی بھی، البتہ اگر مسجد کے دو حصے ہوں، تو دوسرے حصہ میں جہاں جماعت نہ ہو رہی ہو، سنتوں کے پڑھنے کی کراہت کم ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے ''الهداية'' کی شرح ''البناية'' میں بھی حنفیہ کا یہی مذہب ذکر فرمایا ہے۔ [1]

اور علامہ شرنبلالی نے ''درر الحكام'' کے حاشیہ میں اور علامہ شلبی نے ''تبيين الحقائق'' کے حاشیہ میں بھی علامہ ابنِ ہمام والے موقف کو نقل واختیار فرمایا ہے۔ [2]

---

[1] (ومن انتهى إلى الإمام فى صلاة الفجر وهو لم يصل ركعتي الفجر) ش :أي والحال أن هذا المنتهى لم يكن صلى سنة الفجر فلا يخلو حاله عن أمرين الأول :م :(إن خشي أن تفوته ركعة) ش :من صلاة الفجر لاشتغاله بالسنة م :(ويدرك الأخرى) أي الركعة الأخرى وهي الثانية، وتخصيص الركعة لما أن النبي - عليه السلام -جعل أداء الركعة مع الإمام عند العذر بمنزلة أداء الكل في إدراك ثواب الجمعة حتى تتم صلاة الخوف ركعة ركعة م :(يصلي ركعتي الفجر عند باب المسجد ثم يدخل) ش :أي يدخل المسجد م: (لأنه أمكنه الجمع بين الفضيلتين) ش :فضيلة السنة وفضيلة الجماعة، وإنما قيد عند باب المسجد لأنه لو صلاهما في المسجد كان مشتغلا فيه مع اشتغال الإمام بالفرض وأنه مكروه لقوله -عليه السلام -إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة(البناية شرح الهداية، ج٢،ص ٥٦٩،باب إدراك الفريضة)

(والتقييد بالأداء)ش :أي تقييد محمد بن الحسن بأداء ركعتي الفجر م :(عند باب المسجد يدل على الكراهة في المسجد) ش :أي على كراهة أدائه إياهما م :(في المسجد إذا كان الإمام في الصلاة) ش: لمخالفة الإمام عيانا(البناية شرح الهداية، ج٢،ص ٥٧٢،باب إدراك الفريضة)

[2] (قوله صلاها) لم يبين محل صلاتها، وقال في الهداية يصلي ركعتي الفجر عند باب المسجد والتقييد بالأداء عند باب المسجد يدل على الكراهة في المسجد إذا كان الإمام في الصلاة اهـ.

وقال الكمال وعلى هذا فينبغي أن لا يصلي في المسجد إذا لم يكن عند باب المسجد مكان؛ لأن تركه المكروه مقدم على فعل السنة غير أن الكراهة تتفاوت فإن كان الإمام في الصيفي فصلاته إياها في الشتوي أخف من صلاته في الصيفي وقلبه وأشد ما يكون كراهة أن يصليها مخالطا للصفوف كما يفعله كثير من الجهلة(حاشية الشرنبلالي،عليدرر الحكام شرح غرر الأحكام،ج١،ص ١٢٢،باب إدراك الفريضة)

(قوله ويصليها عند باب المسجد إلى آخره) التقييد بالأداء عند باب المسجد يدل على الكراهة في المسجد إلا إذا كان الإمام في الصلاة لما روى عنه -صلى الله عليه وسلم -إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة ؛ ولأنه يشبه المخالفة للجماعة والانتباذ عنهم ولهذا ينبغي أن لا يصلي في المسجد إذا لم يكن عند باب المسجد مكان ؛ لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة غير أن الكراهة تتفاوت فإن كان الإمام في الصيفي فصلاته إياها في الشتوي أخف من صلاتها في الصيفي وقلبه ، وأشد ما يكون كراهة أن يصليها مخالطا للصف كما يفعله كثير من الجهلة .ا هـ .فتح القدير(حاشية الشلبي على تبيين الحقائق، ج١، ص ١٨٢، باب إدراك الفريضة)

www.idaraghufran.org

اورعلامہ ابنِ نجیم نے ''البحر الرائق ''میں مسجد کی حدود میں سنتیں پڑھنے کے متعلق مشائخِ حنفیہ کا اختلاف ذکر کرکے احتیاطی قول مسجد کی حدود میں نہ پڑھنے کا ذکر فرمایا ہے۔

جواس پرمبنی ہے کہ جب فقہاء کا کسی فعل کے کرنے نہ کرنے میں اختلاف ہوجائے، تواس فعل کے نہ کرنے میں احتیاط ہوتی ہے، اوراس فعل کا نہ کرنا افضل ہوتا ہے۔ ؎۱

اور''کنز الدقائق'' کی شرح''النہر الفائق ''میں مسجد کی حدود کے دوسرے حصہ میں جس میں امام نمازنہ پڑھارہاہو، سنتیں پڑھنے کے مکروہ تنزیہی ہونے کوترجیح دی گئی ہے۔ ؎۲

جس سے مشائخِ حنفیہ کے جواز اور کراہت والے دونوں قول میں تطبیق بھی ہوجاتی ہے، کیونکہ کراہتِ تنزیہی اورمباح کا جمع ہونا ممکن ہے۔ ؎۳

اوراس کی تائیداختلاف سے بچنے کے اس اصول سے بھی ہوتی ہے، جس کی رو سے کراہت اور جواز میں اختلاف ہونے کی صورت میں ترک مستحب ہوتا ہے،اورمشائخِ حنفیہ کے ایک قول کی رو

؎۱ وذكر الولوالجي إمام يصلي الفجر في المسجد الداخل فجاء رجل يصلي الفجر في المسجد الخارج اختلف المشايخ فيه قال بعضهم يكره وقال بعضهم لا يكره لأن ذلك كله كمكان واحد بدليل جواز الاقتداء لمن كان في المسجد الخارج بمن كان في المسجد الداخل وإذا اختلف المشايخ فالاحتياط أن لا يفعل اهـ.(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲،ص ۵۲،باب الوتر والنوافل)

ثم إن هنا قيدا تركه المصنف في قوله وإلا لا وهو أن يجد مكانا عند باب المسجد يصلي السنة فيه فإن لم يجد فينبغي أن لا يصلي السنة لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة كذا في فتح القدير وهو متفرع على أحد القولين لما في المحيط ولو صلاهما في المسجد الخارج والإمام يصلي في المسجد الداخل قيل لا يكره لأنه لا يتصور بصورة المخالفة للقوم لاختلاف المكان حقيقة وقيل يكره لأن ذلك كله كمكان واحد فإذا اختلف المشايخ فيه كان الأفضل أن لا يفعل اهـ(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲،ص ۷۹،باب إدراك فريضة الصلاة)

؎۲ ثم إنما يأتي بها بشرط أن يجد مكانًا عند باب المسجد فإن لم يجد تركها لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة غير أن الكراهة تتفاوت فإن كان الإمام في الصيفي فصلاته إياها في الشتوي أخف من صلاتها في الصيفي وقلبه وأشدها كراهة أن يصليها مختلطًا بالصف كذا في (الفتح) وحكى في (المحيط) فيما لو صلاها في الخارج والإمام في الداخل قولين في الكراهة فقيل :لا يكره لعدم تصوره المخالفة للقوم لاختلاف المكان حقيقة وقيل :يكره لأنه كله مكان واحد فإذا اختلف المشايخ فيه كان الأفضل أن لا يفعل انتهى .وفيه إفادة أنها تنزيهية، قيد بسنة الفجر لأن غيرها لا يأتي به مطلقًا إلا إذا أمكنه أن يدرك الإمام في الركعة الأولى كذا في الشرح(النهر الفائق شرح كنز الدقائق، ج۱،ص ۳۱۰،باب إدراك الفريضة)

؎۳ المكروه تنزيها :وهو ما كان تركه أولى من فعله، ويرادف خلاف الأولى(رد المحتار على الدر المختار، ج۱،ص ۱۳۲، كتاب الطهارة،سنن الوضوء)

www.idaraghufran.org

سے مسجد کی حدود میں پڑھنا زیادہ سے زیادہ جائز ہے، واجب نہیں، جبکہ دوسرے قول کی رو سے مکروہ ہے، اور ایسے مواقع پر اس فعل کو ترک کرنا افضل ہوتا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

البتہ علامہ ابنِ عابدین شامی نے ''رَدُّ المحتار'' میں مسجد کی حدود میں مشائخِ حنفیہ کے مکروہ ہونے نہ ہونے کے دونوں قول ذکر کر کے بعد میں ''حلیۃ'' کے حوالہ سے بعض آ ثار کی بناء پر مکروہ نہ ہونے کا راجح ہونا نقل کیا ہے۔ ۱؎

اگرچہ ہمارے یہاں کے اہلِ علم واہلِ افتاء حضرات میں علامہ ابنِ عابدین شامی اور ان کی کتاب ''رَدُّ المحتار'' سے غیر معمولی عقیدت کی بناء پر یہی موقف مشہور ومعروف ہوگیا ہے، مزید براں اس پر جواز سے بڑھ کر استحباب یا وجوب کی طرح بہت سے عوام وخواص کی طرف سے عمل جاری ہے، نیز حائل وغیرہ کی قید بھی نظر انداز کر دی گئی ہے، اور اب انتہاء یہ ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے والوں کی صفوں کے متصل سنت نماز پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، جو کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔

اور پہلے قواعدِ فقہ کی روشنی میں جو تفصیل ذکر کی گئی، اس کی رو سے احتیاط اسی میں معلوم ہوتی ہے کہ فرض نماز کھڑی ہونے کے بعد مسجد کی حدود میں کسی بھی حصہ میں سنت نہ پڑھنے کو ترجیح دی جائے، بالخصوص جبکہ اس کی تائید نصوص سے بھی ہوتی ہے، اور بعض حضرات نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا

۱؎ (قوله عند باب المسجد) أى خارج المسجد كما صرح به القهستانى .وقال فى العناية لأنه لو صلاها فى المسجد كان متنفلا فيه عند اشتغال الإمام بالفريضة وهو مكروه، فإن لم يكن على باب المسجد موضع للصلاة يصليها فى المسجد خلف سارية من سوارى المسجد، وأشدها كراهة أن يصليها مخالطا للصف مخالفا للجماعة والذى يلى ذلك خلف الصف من غير حائل اهـ ومثله فى النهاية والمعراج.

(قوله وإلا تركها) قال فى الفتح :وعلى هذا أى على كراهة صلاتها فى المسجد ينبغى أن لا يصلى فيه إذا لم يكن عند بابه مكان لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة .غير أن الكراهة تتفاوت، فإن كان الإمام فى الصيفى فصلاته إياها فى الشتوى أخف من صلاتها فى الصيفى وعكسه، وأشد ما يكون كراهة أن يصليها مخالطا للصف كما يفعله كثير من الجهلة .اهـ.والحاصل أن السنة فى سنة الفجر أن يأتى بها فى بيته، وإلا فإن كان عند باب المسجد مكان صلاها فيه، وإلا صلاها فى الشتوى أو الصيفى إن كان للمسجد موضعان، وإلا فخلف الصفوف عند سارية، لكن فيما إذا كان للمسجد موضعان والإمام فى أحدهما، ذكر فى المحيط أنه قيل لا يكره لعدم مخالفة القوم، وقيل يكره لأنهما كمكان واحد .قال :فإذا اختلف المشايخ فيه فالأفضل أن لا يفعل .قال فى النهر :وفيه إفادة أنها تنزيهية اهـ .لكن فى الحلية قلت :وعدم الكراهة أوجه للآثار التى ذكرناها اهـ ثم هذا كله إذا كان الإمام فى الصلاة، أما قبل الشروع فيأتى بها فى أى موضع شاء كما فى شرح المنية(رد المحتار على الدر المختار، ج ۲، ص ۵۶، باب إدراک الفريضة)

اصل مذہب بھی یہی ذکر فرمایا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے بھی ''صحیح بخاری''اور''سنن الترمذی '' کی شرح میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اسی مذکورہ مذہب کو ترجیح دی ہے۔ ۱

اور علامہ کشمیری رحمہ اللہ نے اس قول کے دلائل بھی ذکر فرمائے ہیں۔ ۲

۱ وأما إذا أقيمت فلا يشرع فی صلاة إلا فی سنتی الفجر عند الأحناف والموالک، ومذهب الأحناف أن يأتی بهما بشرط وجدان الركعة وأدائهما خارج المسجد، وأما الموالک فقال مالک :يأتی بهما خارج المسجد بشرط رجاء وجدان الركعتين، وفی الجلاب وهو من معتبرات الموالک :أن يأتی بهما وإن لم يدرک إحدى الركعتين، وأما مشائخ الأحناف وسعوا من وجهين، فوسع الطحاوی فی جواز أدائهما داخل المسجد بشرط الحائل بين موضع أدائهما وصفوف الجماعة، أو تكون الجماعة فی المسجد الصيفی ويؤديها فی الشتوی أو عكسه، وقال فی مشكل الآثار فی الحصة التی لم يطبع :يأتی بهما داخل المسجد عند ضرورة شديدة فالحاصل أن أدائهما داخل المسجد ليس أصل مذهبنا، وكذلک يروی مذهبنا غيرنا أيضا مثل القسطلانی، ولم يثبت أداء السنن مطلقا داخل المسجد عنه عليه الصلاة والسلام إلا مرة أو مرتين أداء سنتی المغرب فی غير المسجد النبوی، ثم ركعتا الفجر إما واجبتان كما روی شاذا فلا محتاج إلی الجواب، أما حجتنا فی أداء هما بعد الإقامة فعمل العبادلة الثلاثة ابن عمر وابن عباس وابن مسعود وعمل أبی الدرداء بأسانيد قوية فی مصنف ابن أبی شيبة :أن تسعا من السلف التابعين كانوا يأتون بهما بعد الإقامة، وفی سبعة تصريح الأداء خارج المسجد، وفی اثنين يتوهم أداء هما داخل المسجد وجوابه عندی موجود(العرف الشذی شرح سنن الترمذی، ج ۱ ،ص۳۹۷،باب ما جاء إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة)

۲ ثم فی السنن الكبری للبيهقی، وفيه :إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة إلا ركعتی الفجر ، بسند حجاج بن نصير الفساطيطی عن عباد بن كثير عن عمرو بن دينار، وأما حجاج بن نصير فمختلف فيه، أخذ عنه الترمذی فی كتاب الجمعة، ووثقه ابن معين، وقال ابن عدی فی الكامل :لم أجد عنه منكرا، وأما عباد بن كثير فاثنان رملی وبصری، والأول ربما يحسن أحاديثه، وأما الثانی فساقط وكنت ظننت أن راوی الحديث هو الأول، وأوفرت القرائن ثم رأيت فی كشف الأحوال فی نقد الرجال أن الفساطيطی يروی عن الرملی ولكنه لرجل متأخر ولم يحل علی كتاب، وقال البيهقی :لم أجد لهذه الزيادة أصلا، ونقل عنه أنها موضوعة، أقول :لا يمكن قول الوضع بل حكم الإدراج وهو مراد البيهقی وفی كامل أبی أحمد بن عدی روی حديث الباب عن يحيی بن نصر بن حاجب وفيه :ولا ركعتی الفجر ، وحسنه الحافظ فی الفتح، وصححه السيوطی فی التوشيح علی البخاری، أقول :كيف حسنه الحافظ والحال أن من عادة ابن عدی فی كامله إخراج ما يكون منكرا عن الراوی؟ ويحيی بن نصر مختلف فيه، وأقول :إن زيادة إلا ركعتی الفجر ، وزيادة :ولا ركعتی الفجر مدرجة من الرواة.

ثم أقول :إن مشار النهی أداء ركعتی الفجر داخل المسجد، ولی فی هذه الدعوی رواية أخرجها العينی فی عمدة القاریء نقلا عن صحيح ابن خزيمة عن أنس :أن النبی -صلی الله عليه وسلم -خرج يوما قبل أن أقيمت الصلاة فرأی رجالا يصلون الركعتين فقال :أصلاتان معا؟ فنهی أن تصليا فی المسجد .إلخ، فيكون

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

لیکن علامہ کشمیری رحمہ اللہ نے ساتھ ہی ''صحیح بخاری '' کی شرح ''فیض الباری ''میں یہ بھی فرمایا کہ:

''أما أنا فأعمل بمذهب الإمام أبی حنیفة، وقد أفتی به الناس، غیر أنی لا أنازع من صلاهما فی المسجد''

''جہاں تک میرا تعلق ہے، میں امام ابوحنیفہ کے اسی مذہب پر عمل کرتا ہوں، اور اسی کا لوگوں کو فتویٰ دیتا ہوں (کہ جماعت شروع ہونے کے بعد فجر کی دوسنتوں کو مسجد کی حدود میں نہ پڑھا جائے) البتہ میں اس شخص سے نزاع نہیں کرتا، جو مسجد کی حدود میں (جماعت کی صف سے حائل ہونے کی صورت میں) ان دوسنتوں کو پڑھے'' [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحديث صحيحا على شرط ابن خزيمة، فعلم أن المشار هو أداؤهما داخل المسجد، وأخرجه فی موطأ مالک مرسلا وليست فيه زيادة فهی أن تصليا ، وكذلک أخرجه فی مسند البزار وليست الزيادة فيه أيضا، وأما مؤيدات ما فی صحيح ابن خزيمة فأخرج الدارقطنی فی أفراده حديث الباب عن ابن عمر مرفوعا بسند يحيى بن ضحاک بن عبد الله البابلتی ربيب الأوزاعی، وكان يروی من كتاب الأوزاعی وأخذ عنه البخاری مطلقا فی كتاب الحج، وعندی أنه من رواة الحسان، وحكی :لما بلغ ابن معين إلى الشام وكان البابلتی ثمة فأهدی إلى ابن معين النقد من الدراهم والطيب والحلوان فأخذ ابن معين الحلوان والطيب ورد النقد، ثم قال رجل ليحيى بن معين :ما تقول فی يحيى البابلتی؟ قال :والله لهدية طيبة ولكنه والله ما سمع عن الأوزاعی شيئا.

وراوی الحديث المرفوع ابن عمر وأما فتواه ففی موطأ مالک ومعانی الآثار :أن تصليا خارج المسجد بعد الإقامة وكذلک راوی حديث الباب بمضمونه ابن عباس، وأفتى بأداء الركعتين خارج المسجد كما فی معانی الآثار ثم نعتبر باعتبار الأصول هل نجد فرقا بين الداخل والخارج؟

فأقول :فی نص الحديث فرق بين الداخل والخارج، فإن فی حديث مرفوع :إذا كنت فی المسجد ونودی للصلاة فلا تخرج حتى تصلی معهم إلخ، جعل مناط الحكم من يكون داخل المسجد ومن يكون خارجا عنه ليس له هذا الحكم، وكذلک فی حديث مرفوع :إذا كان المصلی فی المسجد يدعوا له الملائكة حتى خرج إلخ، فأدار الحكم على داخل المسجد وأما فی مسائل الفقه فكثير من أن تحصی مثل كراهة الجماعة الثانية ونوم المعتكف وغيرهما(العرف الشذی شرح سنن الترمذی، ج ١ ،ص ٣٩٩،وص ٤٠٠،باب ما جاء إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة)

[1] وأما تفصيل المذاهب فی الفجر، فقال الشافعی رحمه الله تعالى فی الجديد :إذا أقيمت صلاة الفجر، فلا صلاة مطلقا، فلا يركع ركعتی الفجر أصلا، لا فی داخل المسجد، ولا فی خارجه وقال فی القديم مثل الحنفية، وبه قال مالک رحمه الله تعالى غير أنه فرق بين الداخل والخارج، فقال :يركعهما خارج المسجد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ہم بھی علامہ کشمیری رحمہ اللہ کی مذکورہ تحقیق کو ترجیح دیتے ہیں، جس کی تائید بعض احادیث سے بھی ہوتی ہے، جن میں مسجد کی قید لگا کر فجر کی سنتیں پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِيْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا فُلَانُ بِأَيِّ الصَّلَاتَيْنِ اعْتَدَدْتَ؟ أَبِصَلَاتِكَ وَحْدَكَ، أَمْ بِصَلَاتِكَ مَعَنَا؟ (مسلم) [1]

ترجمہ: ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إذا رجا أن يدرك الركعتين كلتيهما، وإلا فلا وقال ابن العربي في الاقتراب :يدخل فيهما إن رجا القعدة الأخيرة، وهذا مخالف لما في عامة كتبهم.

وقال الإمام أبو حنيفة رحمه الله تعالى على ما تقرر عندي من مذهبه :إنه يركعهما خارجه بشرط إدراك ركعة .ولعل التخصيص بالركعة من الاجتهاد ناظرا إلى مثل حديث :من أدرك ركعة، فقد أدرك الصلاة . ولا رواية عنه في داخل المسجد .وهذا هو المذهب عندي، كما في الجامع الصغير و البدائع، واختار صاحب الهداية، وصرحوا به في باب إدراك الفريضة .وصرح به علماء المذاهب الأخرى أيضا كالقسطلاني من الشافعية، وابن رشد والباجي من المالكية.

ثم وسع محمد رحمه الله تعالى في إدراك ركعة، وأجاز بهما عند إدراك القعدة أيضا.

ثم مشايخنا رحمهم الله تعالى وسعوا بهما في المسجد أيضا، وأظن أن أول من وسع بهما في المسجد هو الطحاوي، فذهب إلى جوازهما في ناحية المسجد بشرط الفصل بينهما وبين المكتوبة، حتى لا يعد واصلا بينهما وبين المكتوبة، وهو مثار النهي عنده ولعلك علمت أن القيدين الذين كان صاحب المذهب ذكرهما ارتفع أحدهما بتوسيع محمد رحمه الله تعالى، والآخر بتوسيع الطحاوي رحمه الله تعالى.

أما أنا فأعمل بمذهب الإمام أبي حنيفة، وقد أفتي به الناس، غير أني لا أنازع من صلاهما في المسجد، وأقول :لعله أخذ بقول محمد رحمه الله تعالى والطحاوي رحمه الله تعالى .هذا هو تحرير لمذهب الإمام الأعظم عندي .وأما مذهب الشافعي رحمه الله تعالى، فقد علمته .وتمسكه من حديث الباب، فإنه يدل على النهي عن الصلاة بعد الإقامة مطلقا، سواء كان في المسجد أو خارجه.

فكأن مناط النهي عندهم :الدخول في سنة الفجر بعد الإقامة للفرض، ولما لم يكن فيه فرق بين داخل المسجد وخارجه عم النهي أيضا بعموم المناط، ولم تجز ركعتا الفجر في الخارج والداخل مطلقا(فيض الباري على صحيح البخاري، ج٢،ص ٢٥٢،باب إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة)

[1] رقم الحديث ٧١٢" ٦٧"، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن.

www.idaraghufran.org

رہے تھے، پھر اس شخص نے مسجد کے ایک طرف دو رکعتیں پڑھیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (نماز میں) شامل ہوا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا، تو فرمایا کہ اے فلاں! تو نے دونوں نمازوں میں سے کس کو شمار کیا؟ کیا تنہا اپنی نماز کو یا ہمارے ساتھ والی نماز کو؟ (مسلم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَرَأٰى نَاسًا يُصَلُّوْنَ رَكْعَتَيْنِ بِالْعَجَلَةِ، فَقَالَ: أَصَلَاتَانِ مَعًا، فَنَهٰى أَنْ يُّصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ (صحیح ابنِ خزیمة) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کھڑی ہونے کے وقت تشریف لائے، تو آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا، جو جلدی جلدی دو رکعتیں پڑھ رہے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ کیا دو نمازیں ایک وقت میں؟ تو آپ نے مسجد میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا، جبکہ نماز کھڑی ہوجائے (ابن خزیمہ)

بعض روایات میں فجر کی دوسنتوں کی تصریح بھی آئی ہے، جس کی تائید دیگر روایات سے بھی ہوتی ہے۔ [2]

---

[1] رقم الحديث ١١٢٦، باب النهى عن أن يصلى ركعتى الفجر بعد الإقامة، ضد قول من زعم أنهما تصليان والإمام يصلى الفريضة.

قال الأعظمى: إسناده صحيح (تعليق ابنِ خزيمة)

[2] أنبأ أبو سعد المالينى، أنبأ أبو أحمد بن عدى الحافظ، ثنا محمد بن على بن إسماعيل المروزى، ثنا أحمد بن سيار، ثنا يحيى بن نصر بن حاجب المروزى، ثنا مسلم بن خالد الزنجى، عن عمرو بن دينار، عن عطاء بن يسار، عن أبى هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة "قيل :يا رسول الله، ولا ركعتى الفجر؟ قال " :ولا ركعتى الفجر "قال أبو أحمد :لا أعلم ذكر هذه الزيادة فى متنه غير يحيى بن نصر، عن مسلم بن خالد، عن عمرو قال الشيخ :وقد قيل عن أحمد بن سيار، عن نصر بن حاجب، وهو وهم، ونصر بن حاجب المروزى ليس بالقوى، وابنه يحيى كذلك، وفيما احتججنا به من الأحاديث الصحيحة كفاية، عن هذه الزيادة(السنن الكبرى ،للبيهقى، رقم الحديث ٤٢٢٥)

قال ابن حجر:قوله إلا المكتوبة فيه منع التنفل بعد الشروع فى إقامة الصلاة سواء كانت راتبة أم لا لأن المراد بالمكتوبة المفروضة وزاد مسلم بن خالد عن عمرو بن دينار فى هذا الحديث قيل يا رسول الله ولا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اس کے بعد عرض ہے کہ غیر حنفیہ اور حنفیہ کا جو راجح مذہب پیچھے ذکر کیا گیا، ان میں سے ہر ایک کی تائید بعض آثار سے ہوتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلاف زیادہ شدید نہیں ہے، جس طرح دوسرے فقہاء کے مسلک پر عمل کر لینا جائز ہے، اسی طرح امام ابوحنیفہ کے مسلک پر بھی عمل کر لینا جائز ہے۔

چنانچہ حضرت مجاہد اور زید بن اسلم رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَالنَّاسُ فِيْ الصَّلَاةِ، فَدَخَلَ بَيْتَ حَفْصَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى

(الأوسط فی السنن والإجماع والاختلاف) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے، اور (فجر کی) نماز کھڑی ہو چکی تھی، اور لوگ نماز میں تھے، تو آپ حضرت حفصہ کے گھر میں داخل ہوئے، پھر وہاں دو رکعتیں پڑھیں، پھر مسجد میں تشریف لا کر آپ نے (فجر کی) نماز پڑھی (الاوسط لابن المنذر)

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ بَيْتِهٖ فَأُقِيْمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رکعتی الفجر قال ولا رکعتی الفجر أخرجه بن عدی فی ترجمة یحیی بن نصر بن الحاجب وإسناده حسن(فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج۲،ص ۱۴۹ ،قوله باب إذا أقیمت الصلاة فلا صلاة إلا المکتوبة)

وقال الالبانی:وزاد البیهقی فی روایة :قیل :یا رسول الله ولا رکعتی الفجر؟ قال :(ولا رکعتی الفجر) أخرجها من طریق أبی أحمد بن عدی الحافظ :ثنا محمد بن إسماعیل المروزی :ثنا أحمد بن سیار :ثنا یحیی بن نصر بن حاجب المروزی :ثنا مسلم ابن خالد الزنجی عن عمرو بن دینار به .قال أبو أحمد :(لا أعلم ذکر هذه الزیادة فی متنه غیر یحیی بن نصر عن مسلم بن خالد عن عمرو)قال البیهقی :(ونصر بن حاجب المروزی لیس بالقوی وابنه یحیی کذلک)

قلت :ولکن هذه الزیادة صحیحة المعنی وإن کانت ضعیفة المبنی فقد جاء ت أحادیث کثیرة صحیحة صریحة فی النهی عن رکعتی الفجر إذا أقیمت الصلاة وسیأتی بیان ذلک فی محلة إن شاء الله تعالی(الثمر المستطاب فی فقه السنة والکتاب،للألبانی ۱ ،ص ۲۲۶ ،کتاب الصلاة،الإقامة)

[1] رقم الحدیث ۲۷۶۴، ذکر اختلاف أهل العلم فی المصلی رکعتی الفجر والإمام فی صلاة الصبح؛ طحاوی ج ۱ ص ۲۵۸ ،باب الرجل یدخل المسجدوالامام فی صلاة الفجر ولم یکن رکع.

www.idaraghufran.org

فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَهُوَ فِي الطَّرِيْقِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى الصُّبْحَ مَعَ النَّاسِ (شرح معانی الآثار) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گھر سے تشریف لے گئے تو فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی تھی آپ نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے راستہ ہی میں (کسی مناسب جگہ یا گھر میں) دو رکعت (فجر کی سنتیں) ادا کیں پھر مسجد میں داخل ہوئے اور فجر کی نماز لوگوں کے ساتھ ادا کی (طحاوی)

حضرت ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِيْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مَعَ اِبْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَالْاِمَامُ يُصَلِّيْ فَاَمَّا اِبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَدَخَلَ فِي الصَّفِّ وَاَمَّا اِبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ مَكَانَهٗ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ (شرح معانی الآثار للطحاوی) [2]

ترجمہ: میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آیا تو (اس وقت) امام نماز پڑھا رہا تھا، پس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو صف میں داخل ہو گئے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے سنتیں پڑھیں پھر امام کے ساتھ شریک ہوئے پھر جب امام نے سلام پھیرا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی جگہ بیٹھے رہے حتیٰ کہ جب سورج طلوع ہو گیا تو آپ اٹھے اور دو رکعت (سنت) ادا کیں (طحاوی)

حضرت حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَ اَبَا مُوْسٰى خَرَجَا مِنْ عِنْدِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَكَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ وَاَمَّا اَبُوْ مُوْسٰى

[1] رقم الحديث ۲۲۰۲، باب الرجل يدخل المسجدوالامام فی صلاة الفجر ولم يكن ركع.

[2] رقم الحديث ۲۲۰۰، باب الرجل يدخل المسجدوالامام فی صلاة الفجر ولم يكن ركع.

www.idaraghufran.org

فَدَخَلَ فِي الصَّفِّ (مصنف ابن ابی شیبة) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما، حضرت سعید بن عاص کے پاس سے گزرے، اور (فجر کی) نماز کھڑی ہوچکی تھی، پھر حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر لوگوں کے ساتھ (فجر کی) نماز میں شریک ہوئے۔

اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ (دو رکعت سنت پڑھے بغیر جماعت کی) صف میں شامل ہوگئے (ابنِ ابی شیبہ)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو ایک ہی استاد یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم وتربیت یافتہ تھے، ان میں سے کسی نے مسجد سے باہر فجر کی نماز کھڑی ہونے کے بعد فجر کی سنتیں پڑھیں، اور پھر امام کے ساتھ شامل ہوئے، اور کسی نے ان سنتوں کو پڑھے بغیر فرضوں میں شمولیت اختیار کی، اور یہ واقعہ ایک ہی وقت کی نماز اور ایک ہی مسجد سے متعلق ہے، لیکن ان دونوں میں سے کسی نے ایک دوسرے سے نزاع واختلاف نہیں کیا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کی اتباع میں سلف کا یہی طریقہ تھا۔

اجتہادی وفقہی اختلافی مسائل میں ہمیں بھی یہی طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے، اور اس سلسلہ میں موجودہ دور میں پیدا ہونے والے تشدد وغلو اور افراط وتفریط سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

---

[1] رقم الحدیث ٦٤٧٦، باب فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر؛ الاوسط لابن المنذر رقم الحدیث ٢٦٩٧.

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5962705--5503080

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

ملفوظات

علماء میں معاشرت کا فقدان اور رسمیات کی کثرت

(15جمادی الاخریٰ1439ہجری)

فرمایا کہ آج کل کے بیشتر عام علمائے کرام کی حالت کو دیکھ کر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ ان کو بنیادی آداب المعاشرت کا بھی علم نہیں، اور چند رسمی چیزوں کا انہوں نے ''دین'' نام رکھ لیا ہے، اور اسی کے اردگرد ''تیلی کے بیل'' کی طرح چکر لگانا شروع کردیا ہے، اسلامی معاشرت اور حقیقی دین سے واقف حضرات موجودہ زمانہ کے لحاظ سے تعداد میں بہت کم ہیں۔

اسی لیے ایسے حضرات کو''عالم'' کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، کیونکہ ''عالم'' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا وارث ہوتا ہے، جبکہ یہ حضرات اس علمِ نبوت سے محروم ہیں، جس میں معاشرت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے ایک بڑے مفتی صاحب، جن کا نام مولانا مفتی مجد القدوس مدظلہم ہے، انہوں نے اسی قسم کے علماء کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے بندہ کو فرمایا کہ میں آج کل کے اس طرح کے اہلِ علم حضرات کو''علماء'' کے بجائے''فارغین'' کہا کرتا ہوں۔

بندہ گزشتہ دنوں ایک عالم صاحب کی دعوت پر کسی شہر میں بیان کے لیے گیا، جس کے لیے ان کی طرف سے بہت شدت واہتمام سے دعوت دی گئی تھی۔

پہلے تو بندہ اپنے چند احباب کے ساتھ ادارہ کے ضروری کام کاج کو چھوڑ کر صبح صبح روانہ ہوا، چند گھنٹوں کے سفر کے بعد پہلے ہم نے اس شہر کے آخری کنارہ میں ایک ہوٹل میں پہنچنا تھا، جہاں میزبان کی طرف سے ہمارے لیے ضیافت اور کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا، شہر کے اندر رَش اور ہجوم بہت زیادہ تھا، خیر ہم رَش اور ہجوم سے گزرتے ہوئے بمشکل متعلقہ ہوٹل میں پہنچے، اور وہاں پہنچ کر

کھانا تناول کیا، کھانے میں اُس مسجد کے امام وخطیب اوراس پروگرام کے ذمہ دار بھی شریک تھے، جہاں یہ پروگرام منعقد ہونا تھا۔

خیر ہوٹل میں پرتکلف کھانا کھلایا گیا،لیکن وقت تنگ تھا، حالانکہ ہم طے شدہ پروگرام کے مطابق دوپہر تقریباً بارہ بجے ہوٹل پہنچ گئے تھے،تاکہ جلدی کھانا کھانے کے بعد اگلی منزل پر بروقت پہنچ سکیں،کھانے سے فارغ ہوکر ہم نے یہاں سے دوبارہ شہر کے اندر واپس جانا تھا،اوررش والی جگہ سے گزرنا تھا، تب اس متعلقہ مسجد والے مقام تک پہنچ سکتے تھے، جہاں پروگرام منعقد ہونا تھا، بھاگتے دوڑتے ہوئے کھانا کھایا،بعض ساتھی پوری طرح اطمینان سے فارغ بھی نہ ہوسکے، اور سرپٹ دوڑنا پڑا، کیونکہ مسجد میں ظہر کی نماز کے بعد پروگرام شروع ہونا تھا۔

راستہ میں رش اورہجوم بہت زیادہ تھا، اس لیے مشکل سے مسجد میں ظہر کی نماز کے وقت پہنچنا ہوا، حالانکہ تکلفات سے بچ کر کھانے کا انتظام متعلقہ مقام پر بھی ہوسکتا تھا، ایسا کھانا، جس سے راحت کے بجائے تکلیف پہنچے اوراصل مقصود میں خلل واقع ہو، کس کام کا؟

نماز کے بعد مسجد میں پروگرام شروع ہوا، اور بندہ کو بھی وہیں پروگرام والی جگہ محبوس کرکے بٹھادیا گیا، بندہ کے بیان سے پہلے مروجہ،قرائت، حمد ونعت اوراس کے بعد اس نصاب کا تعارف، پھر بچوں کی طرف سے نصاب سے متعلق کچھ کارگزاری وغیرہ میں اتنا زیادہ وقت خرچ کردیا گیا کہ بندہ کے بیان کے لیے بہت تھوڑا وقت بچ گیا، بندہ وہاں بیٹھے بیٹھے تھک کر چور ہوگیا، صبح سے سفر جاری تھا، حالانکہ اس وقت میں تھوڑا سا آرام فراہم کردیا جاتا، تو آسانی ہوجاتی، کیونکہ اسی شام واپسی کا سفر بھی تھا۔

بندہ نے جلدی جلدی بیان کیا، جس میں بندہ اپنا مافی الضمیر بھی پوری طرح بیان نہیں کرسکا، جبکہ انہوں نے بندہ کے نام کے اشتہار اور بینر وغیرہ بھی شائع کیے تھے، ظاہر ہے کہ لوگ اس قسم کے اشتہارات دیکھ کر پروگرام میں شریک ہوتے ہیں، اور دور دراز سے حاضر ہوتے ہیں، لیکن اگر لوگوں کو وہاں پہنچ کر تشہیر کیے گئے حضرات کا متعلقہ موضوع کے بارے میں پورا مدعا وموقف سننے کا موقع نہ ملے، جس کے لیے وہ حاضر ہوئے، تو یہ اشتہار کے مقصود کے خلاف ہے۔

بہر حال یہ تمام بدانتظامی کے مناظر دیکھ کر سخت کڑھن ہوئی، اتنا وقت خرچ ہوا، پیسہ بھی خرچ ہوا، ان جیسی وجوہات کی بناء پر بندہ آج کل کے مروجہ پروگراموں میں شرکت سے حتی الامکان اجتناب کرتا ہے، جس پر بعض حضرات کو ناگواری بھی محسوس ہوتی ہے کہ بندہ پروگراموں میں شرکت نہیں کرتا، لیکن ان حضرات کو اپنی معاشرتی حالتِ زار پر شکایت وناگواری اوراصلاح کی توجہ نہیں ہوتی۔
اس قسم کے مشاہدات کے بعد بندہ کا تجربہ یہ ہوا کہ آج کل اس قسم کے دینی اجتماعات اور پروگراموں سے لوگوں کی اصلاح اوران کی دینی ذہن سازی وغیرہ پیشِ نظر کم ہی رہ گئی ہے، اور اس کی جگہ رسمی اورنمائشی چیزوں نے جگہ لے لی ہے۔
اورالغرض موجودہ دور کے علماء میں بھی معاشرت کا فقدان اوررسمی چیزوں کی کثرت ہوگئی ہے، پھر عوام سے کیا شکایت۔

اللہ اس طرزِ عمل سے حفاظت اوراس کی اصلاح فرمائے۔آمین

مسائلِ جدیدہ میں علماء کا اختلاف اجتہادی ہے

(15جمادی الاخریٰ1439ہجری)

فرمایا کہ: موجودہ دور کے بہت سے فقہی مسائل ایسے ہیں کہ وہ اجتہادی نوعیت کے ہیں، اوران میں علمائے عصراور مشائخِ فقہاء کا اختلاف حق وباطل کے بجائے فقہی واجتہادی نوعیت کا ہے، جس میں موجودہ دور کا غیرسودی بینکاری نظام بھی داخل ہے، اورموجودہ دور کی ڈیجیٹل تصاویر وغیرہ بھی داخل ہیں۔
اس طرح کے فقہی واجتہادی مسائل میں دلائلِ شرعیہ وفقہیہ کی بنیاد پر اختلاف کی وجہ سے کوئی عالم، گناہ گار گمراہ یا اہلُ السنۃ والجماعۃ سے خارج نہیں ہوجاتا، یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام رحمہم اللہ کے مابین سینکڑوں نہیں ہزاروں مسائل میں ہر دور کے مسائلِ حاضرہ وعصریہ کے اندر اختلاف رہا ہے، اوربعض اختلافات شدید نوعیت کے بھی ہیں، لیکن چونکہ اہلُ السنۃ والجماعۃ کے جو بنیادی اصول ہیں، ان میں سب ایک دوسرے سے متفق ہیں، اس لیے وہ سب فرقۂ ناجیہ اوراہلُ السنۃ والجماعۃ میں داخل ہیں۔

بہت سے مسائلِ دینیہ اور فقہیہ میں اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین بھی تھا، لیکن وہ حضرات فقہی واجتہادی اختلاف کے باوجود نہ دوسروں کی تحقیر کو جائز سمجھتے تھے، اور نہ ہی وہ اپنے ساتھ اختلاف کی وجہ سے دوسروں پر اہلُ السنۃ والجماعۃ سے خارج یا گمراہ اور گناہ گار و عاصی وغیرہ ہونے کا حکم لگاتے تھے، اور نہ ہی دوسرے کی تحقیر کو گوارا کرتے تھے۔

اسی طرح موجودہ دور میں غیرسودی بینکاری نظام کا بھی معاملہ ہے کہ یہ بھی اس دور کے فقہی و اجتہادی مسائلِ حاضرہ وعصریہ میں سے ہے، اور موجودہ دور کے مستند متدین اور فقیہ متعدد علماء وفقہاء کی بڑی جماعت اس کے جواز کی قائل ہے، اور بعض حضرات اس کے عدمِ جواز کے قائل ہیں، خواہ کسی کو ان حضرات میں سے کسی ایک جماعت کے دلائل زیادہ قوی اور وزنی محسوس ہوتے ہوں، لیکن اس کے باوجود دوسری جماعت کے قول کو قطعی باطل نہیں کہا جاسکتا، بلکہ ان سب کے باوجود وہ ظنی اور اجتہادی نوعیت کے دلائل پر مبنی ہی قول کہلائے گا۔

اسی طرح موجودہ دور کی مخصوص مثلاً ڈیجیٹل تصاویر کا بھی معاملہ ہے، جن کو علماء وفقہاء کی ایک جماعت حرام تصویر قرار دیتی ہے، اور دوسری جماعت حلال یا مکروہ تنزیہی قرار دیتی ہے، اور دونوں طرف کے اہلِ علم حضرات کے پاس اپنے اپنے موقف کے اجتہادی وفقہی وظنی دلائل ہیں، ان میں بھی کسی ایک جماعت کے قول کو قطعی وحتمی باطل نہیں کہا جاسکتا۔

رہا دلائل کے ذریعہ کسی ایک موقف کے قوی اور مضبوط یا راجح ہونے کا معاملہ، تو اس میں جس طرح کسی کے نزدیک ایک موقف کے دلائل قوی اور مضبوط یا راجح ہو سکتے ہیں، اسی طرح دوسرے کے نزدیک دوسرے موقف کے دلائل بھی قوی اور مضبوط یا راجح ہو سکتے ہیں۔

بلکہ اس طرح کے بہت سے مسائل میں جمہور کا موقف کسی ایک طرف رہا ہے، لیکن غیر جمہور کے قول کو صرف جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل نہیں کہا گیا، اور بڑے بڑے اہم مسائل میں طرفین سے مستقل رسائل اور کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں، جس میں قرائت خلف الامام اور رفع یدین اور آمین بالجہر وبالسر جیسے مسائل بھی ہیں، لیکن تمام تر دلائل کے بعد یہ مسائل اسی طرح مجتہَد فیہ سمجھتے جاتے رہے، جس طرح دلائل بیان کرنے سے پہلے تھے۔

ان مسائل میں دیگر اقوال کے حاملین کی نہ تو تحقیر کی گئی، نہ تذلیل کی گئی، بلکہ اہلِ حق کی طرف سے بڑے ادب واحترام کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاتا رہا، اور ذکر کیا جاتا ہے، اور ان شاء اللہ ذکر کیا جاتا رہے گا۔

بزرگانِ سلف سے اجتہادی امور میں جو خطائیں ہوئیں، اہلِ حق نے تو ان کی وجہ سے بھی ان حضرات کو مطعون نہیں کیا، اور بدگمانی کا ارتکاب نہیں کیا۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں کہ:

امورِ اجتہادیہ میں بزرگانِ سلف سے بھی بعض فروگزاشتیں ہوسکتی ہیں، لیکن ان کا اصل مسلک اور قصد اتباعِ سنت ہی تھا، جہلاء معترضین خوامخواہ ان کو متہم کرتے ہیں (ملفوظاتِ حکیم الامت، الافاضات الیومیہ من الافادات القومیۃ، ج۳ص۴، ۲۷، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1423ہجری)

ایک مقام پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

پہلے لوگوں کا یہ طرز تھا کہ اختلاف اپنی حد پر ہے، اور دوسرے کے کمالات بھی پیشِ نظر ہیں۔

اب تو ذرا ذرا بات میں اپنے مخالف کو کھلم کھلا برا بھلا کہتے ہیں، نہ کوئی علمی تحقیق ہے، نہ اصول پر مناظرہ ہے، گالیوں سے اور کفر کے فتووں سے رسالے بھرے ہوتے ہیں، کیا اس کو دین کی خدمت کہیں گے (ملفوظاتِ حکیم الامت، الافاضات الیومیہ من الافادات القومیۃ، ج۸ص۱۸۶، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1425ہجری)

اور ایک مقام پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آج کل بعض اہلِ حق میں بھی یہ مرض عام ہوگیا ہے کہ مذاہبِ مجتہدین میں ایک مذہب سے دوسرے مذہب کا اس طرح موازنہ کرتے ہیں کہ اس سے دوسرے مذاہب کے بطلان کا وہم ہوتا ہے، مثلاً مذہب حنفی کے کسی مسئلہ کو اس طرح ترجیح دیں گے کہ اس سے شافعی مذہب کے ابطال کا شبہ ہوگا، سو میں اس طرز کو پسند نہیں کرتا، یہ طرز نہایت ہی

خطرناک اور مضر ہے، توحید اور رسالت وعقائد اصل ہیں، اور قطعی دلائل اس پر قائم ہیں، اس میں سب شریک ہیں، آگے فروع ہیں، جن کے دلائل خود ظنی ہیں، ان میں کسی جانب کا عزم کرنا غلو فی الدین ہے (ملفوظاتِ حکیم الامت، الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، ج۷ص۱۱۷، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1424ہجری)

علامہ محمد زاہد بن الحسن الکوثری (المتوفی: 1371ہجری) فرماتے ہیں:

ثم التمييز بين المسائل الاجتهادية، ليس من قبيل تمييز الحق من الباطل ، بل من قبيل تمييز الصواب من الخطأ ظنا فى مذهب اهل الحق ، وليس ائمة الاجتهاد من اهل الباطل اصلا، بل هم مأجورون سواء اصابوا ام اخطأوا، بخلاف اهل الباطل ، وائمة الاجتهاد فى الفروع على هدى من ربهم (احقاق الحق بابطال الباطل فى مغيث الحق، ص ۳۲، مطبوعة: المكتبة الازهرية للتراث، القاهرة، المصر)

ترجمہ: پھر اجتہادی مسائل کے مابین امتیاز، حق کے باطل کے ساتھ امتیاز کے قبیل سے نہیں ہے، بلکہ اہلِ حق کے مذہب کے مطابق ظنی اعتبار سے خطاء کے مقابلہ میں صواب کے امتیاز کے قبیل سے ہے، اور ائمۂ اجتہاد قطعی طور پر اہلِ باطل سے تعلق نہیں رکھتے، بلکہ وہ اجر وثواب کے مستحق ہیں، خواہ وہ مصیب ہوں، یا مخطی ہوں، بخلاف اہلِ باطل کے، اور فروع میں ائمۂ اجتہاد اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں (احقاق الحق)

پھر کیا وجہ ہے کہ بہت سے حضرات کی طرف سے موجودہ دور کے اجتہادی وفقہی مسائل میں اس طرزِ عمل کو ترک کر کے حق وباطل والا طرزِ عمل اختیار کیا جاتا ہے، اور ایک دوسرے کے خلاف سخت متشددانہ موقف اپنایا جاتا ہے، علمائے محققین وربانیین کو اپنے خلاف موقف ہونے کی وجہ سے متہم ومطعون کیا جاتا ہے، ان پر گمراہی، ضلالت اور فسق وفجور کے مرتکب وقائل وغیرہ ہونے تک کی نسبت کی جاتی ہے، اس طرح کی بے اعتدالیوں سے اہلِ علم حضرات کو اجتناب کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

مقالات ومضامین

ازمحمد عبداللہ صدیقی: کراچی

مراسلہ

بہاروں کا زمانہ، یادوں کا خزانہ

جناب محمد عبداللہ صدیقی صاحب زید مجدہٗ، دراصل حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے مجازِ صحبت، حافظ عرفان احمد صاحب رحمہ اللہ کے فرزندِ ارجمند ہیں، جن کا ذکرِ خیر''بزمِ اشرف کے چراغ'' نامی کتاب میں بھی درج ہے، ماہنامہ''التبلیغ'' کے مضمون کے متعلق ان کا ایک مراسلہ مدیر کے نام موصول ہوا، جس کو ذیل میں شائع کیا جارہا ہے۔ادارہ۔

بخدمت فیض درجت، فضائل مرتبت جناب مفتی محمد رضوان صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ فی الدارین

السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم!

مزاجِ مقرون: بعد تسلیماتِ نیاز مندانہ وآدابِ تعظیمانہ عرض آنکہ آپ کے مؤقر جریدے ''التبلیغ'' کے مضامین اوراس میں شامل کیے جانے والے تحقیقی اور علمی مندرجات سے بندہ خوب خوب استفادہ کرتا رہتا ہے، اور آپ کے مجھ سے متعلق اعزازی سلوک کا میں دل سے بے حد شکرگزار ہوں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

حالیہ پہنچنے والے مئی/شعبان المعظم کے شاندار وجاندار، علم وعرفان بردار رسالے میں کئی مضامین ماشاءاللہ بہت قابلِ تعریف، علم پہنچانے اور عمل پر اکسانے والے نظر سے گزرے، بایں ہمہ آپ کے ملفوظات کے ذیل میں''مجدّد کے متعلق وضاحت'' والے مندرجات بھی خوب اور خوب ہیں، اور خوشی کی بات یہ ہے کہ مجدّد ملت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہی ملفوظات وارشادات کی روشنی میں آپ نے اپنے جائز موقف کی تائید کی ہے، اور بڑا صائب نقطۂ نظر واضح کیا ہے۔واجرکم علی اللہ۔

آپ کے''مجدّد'' کے الفاظ کی تحقیق کے پردے میں اس کی وسعت اور ساتھ ہی حقائق کو بیان

www.idaraghufran.org

کرنے میں بلاخوف ولائم طریقہ کار حکیمانہ وعالمانہ بہت پسند آیا، بالخصوص اندازِ بیاں بہت ہی پسند آیا۔

آپ بخوبی واقف ہیں کہ کراچی شہر کو یہ سعادت میسر رہی کہ یہاں حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے سلسلۂ رشد و ہدایت اور سلوک وطریقت سے وابستہ کئی جید علمائے کرام اور ساتھ ہی شیوخِ طریقت موجود رہتے تھے، کئی ایک کا تو مقامِ سکونت یہیں تھا، اور کئی حضرات ماشاء اللہ گاہے بگاہے یہاں آتے جاتے رہتے تھے۔

ان ہی شیوخِ طریقت وشریعت وسلوک سے وابستہ مشہور ومعروف اور مقبول ومحبوب شخصیت جناب حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئیؒ صاحب کی بھی تھی، اپنی خصوصیات وامتیازات کے باوصف، وہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ کا گویا عکس تھے، حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات، ارشادات اور آنمرحوم کی تعلیمات ڈاکٹر صاحب کا اوڑھنا بچھونا تھا، یہ کہنا بھی بے جانہ ہوگا کہ وہ لسان الاشرف اور ترجمان الحکیم الامت تھے۔

اسی سلسلہ کا اس ناچیز کے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ کچھ یوں تھا کہ حضرت والد ماجد نوّر اللہ مرقدہٗ (حافظ عرفان احمد: مجاز صحبت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ) کی تعلیمات اور ان کے تربیتی احکامات والی عادات کے بموجب تقریباً ہر ہفتہ (اتوار کے روز) مجلسِ عام میں اور گاہے بگاہے ان کے مطب، ہومیوپیتھی مطب میں بھی حاضری ہوجایا کرتی تھی، ایسے ہی ایک دن جب مطب (پاپوشنگر میں واقع تھا) حاضر ہوا، تو شاید مولانا نذیر احمد صاحب (فیصل آباد والے) بھی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ حضرت ڈاکٹر صاحب نے مجھ ایسے کم علم اور ہیچمدان سے سوال کرلیا کہ بیٹا میں جانتا ہوں کہ آپ باپ بیٹوں کا حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سے بہت گہرا تعلق ہے، اس لیے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو مجدّد نہیں مانتے، آپ اس سلسلہ میں کیا جانتے ہیں؟

اس وقت میری عمر شاید لگ بھگ پینتیس سال تھی اور ڈاکٹر صاحب ایسا نازک سوال ایک غیر عالم سے پوچھ بیٹھے تھے، امتثالِ امر میں جواب تو دینا تھا، چنانچہ جو کچھ اس ناچیز نے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کے مختلف مواعظ اور مجالس میں سن رکھا تھا، اس کو کچھ یوں بیان کیا کہ یہ بات تو

خیر ٹھیک نہیں کہ حضرت قاری محمد طیب صاحب مولانا تھانوی رحمہ اللہ کو مجدد ہی نہیں مانتے، ہاں مگر حضرت قاری صاحب کچھ یوں فرمایا کرتے ہیں کہ ہمارے اس وقت کے مشاہیرِ امت اور بعض اکابر کی جماعت، مجدّ دین کی جماعت تھی، کسی ایک ہی بزرگ کو مجدّ د کہنا دوسرے حضرات کی حق تلفی ہوگی، مثال دیتے تھے کہ جیسے دینِ اسلام کی ترویج واشاعت، باطل مذاہب کا رد اور مناظروں کے ذریعہ اسلام کا جھنڈا بلند کرنے میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے مجدّ د تھے، فقہ حنفی کی ترویج، سنتِ مطہرہ کی کماحقہٗ اشاعت اور بدعات کی تردید میں مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ بہت آگے اور مجدّ د تھے، اسی طرح تفسیرِ قرآنِ حکیم، شریعت و طریقت اور اصلاحِ باطن پر مجدّ دانہ دسترس میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ممتاز و یکتا اور وقت کے مجدّ د تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی و اضافہ فرمائے، اور جنت الفردوس میں اپنی معیت نصیب فرمائے، بڑی توجہ سے اس خاکسار بے مایۂ علم کی باتیں سن کر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ واہ واہ، ماشاءاللہ یہ بات ہی کچھ اور، انتہائی محققانہ اور عالمانہ ہے، مجھے خوامخواہ ہی بدگمانی سی ہوگئی تھی۔

اس مجلس میں بندہ کی حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ گفتگو ہوئی، میں حضرت اباجی کا سلام پہنچا کر اور دعائیں لے کر حضرت ڈاکٹر صاحب کی خدمت سے واپس آیا۔

تاہم خلش سی رہی کہ سمعی وبصری سنی ہوئی قاری صاحب کی باتوں کو میں نے صحیح طور پر پہنچایا یا نہیں، اس بے چینی کو دور کرنے کے لیے میں شام عصر کے وقت نیو ٹاؤن حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں جا پہنچا، حسنِ اتفاق کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اس وقت محراب کے سامنے والے سبزہ زار پر ہشاش بشاش بیٹھے اپنے بیٹے محمد بنوری سے محو گفتگو تھے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ کا ذکرِ خیر تھا، اور ان کی فضائل پر مبنی کتابوں کے فوائد اور دنیا بھر میں پڑھے جانے پر خوشی کا اظہار کرتے کرتے میری طرف متوجہ ہوئے، چنانچہ اثنائے گفتگو میں نے نام لیے بغیر صبح کی گفتگو کا ذکر کیا، حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کا موقف خدمت

www.idaraghufran.org

میں بیان کیا، تو اتنا بڑا محدث اور شیخ الحدیث خوشی کے مارے پھولے نہ سمایا۔
فرمانے لگا ''واہ میاں محمد عبداللہ! تمہارے ذکر کرنے سے اور حضرت قاری صاحب کی بات سننے سے ہمیں بھی سمجھ میں آ گیا کہ مجدّ د والی حدیث میں یہ کہاں ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی مجدّ د ہو گا، یقیناً کئی بھی ہو سکتے ہیں، سبحان اللہ''۔
ایسا منظر تھا کہ جامعہ بنوری ٹاؤن کے موجودہ مہتمم ''سلیمان بنوری'' لگ بھگ 2 سال کے تھے، اور حضرت ان سے گفتگو اور کھلاریاں بھی کرتے جا رہے تھے۔
مفتی صاحب یہ تھا یادوں کا خزانہ، بہاروں کا زمانہ۔
بہر حال مذکورہ واقعہ سے بھی جناب کے صائب موقف کی تائید ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ جناب کو افراط و تفریط دور کرنے اور اعتدال والے نقطۂ نظر کو منقّح کرنے پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

بندہ۔ محمد عبداللہ صدیقی، کراچی

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو
عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔
نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی
موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

بسلسلہ : تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ جمادی الاولیٰ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۵۹ھ: میں حضرت دنیابنتِ حسن بن بلبان سلوقی رحمہا اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۳۶۵)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۶۳ھ: میں حضرت ابوسعید احمد بن احمد بن احمد بن حسین بن موسیٰ بن موسک کردی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۵۳۰)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۶۴ھ: میں حضرت ابوالحرم محمد بن محمد بن محمد بن ابی الحرم ابن القلانسی مصری حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۲۵۹)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۶۵ھ: میں حضرت علم الدین ابومحمد قاسم بن بہاء محمد بن یوسف دمشقی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۵۲۶)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۶۵ھ: میں حضرت ابوالیمن محمد بن احمد بن قاسم بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر عمری حرازی مکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبهة، ج۳ ص ۱۱۷)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۶۷ھ: میں حضرت ابوعمر عبدالعزیز بن قاضی القضاۃ بدرالدین محمد بن ابراہیم بن سعداللہ بن جماعہ الکنانی حموی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۵۳۶)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۷۴ھ: میں حضرت ابوالمعالی تقی الدین محمد بن رافع بن ہجرس بن محمد بن شافع بن محمد سلامی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۵۳۹، طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبهة، ج۳ ص ۱۲۵، ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۱۲۴)

□......ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۷۷ھ: میں حضرت عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن ابی بکر بن خلیل بن ابراہیم بن یحییٰ بن ابوعبداللہ بن فارس عثمانی مکی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۵۳۲)

□ ...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۷۷ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ ابوالبقاء محمد بن عبدالبر بن یحییٰ بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ بن تمام انصاری خزرجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ، ج۳ ص ۱۲۹)

□ ...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۸۲ھ: میں حضرت شہاب الدین ابوالعباس احمد بن حسن بن منیع بن شجاع حورانی حموی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (ذيل التقييد فی رواة السنن والأسانيد للفاسی ، ج ۱ ص ۳۰۹)

□ ...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۸۲ھ: میں حضرت نورالدین علی بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن محمد بن مہدی کنانی مدلجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذيل التقييد فی رواة السنن والأسانيد للفاسی ، ج ۲ ص ۱۷۵)

□ ...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۸۷ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عثمان بن عیسیٰ بن حسن بن حسین بن عبدالمحسن دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ، ج۳ ص ۱۴۸)

□ ...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۹۰ھ: میں حضرت ابوالیمن محمد بن عبداللطیف بن احمد بن محمود بن ابی الفتح بن محمود بن ابی القاسم تکریتی اسکندری مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(ذيل التقييد فی رواة السنن والأسانيد للفاسی ، ج ۱ ص ۱۶۴)

□ ...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۹۱ھ: میں حضرت نجم الدین عبدالرحیم بن عبدالوہاب بن عبدالکریم بن حسین بن رزین بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ عامری حموی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(ذيل التقييد فی رواة السنن والأسانيد للفاسی ، ج ۲ ص ۱۱۱)

□ ...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۹۵ھ: میں حضرت کمال الدین ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالمنعم بن محمد بن ہبۃ اللہ بن امین الدولہ حلبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(ذيل التقييد فی رواة السنن والأسانيد للفاسی ، ج ۱ ص ۲۱۴)

□ ...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۹۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عیسیٰ بن عبدالکریم بن عساکر بن سعد بن احمد بن محمد بن سلیم بن مکتوب نحوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ، ج۳ ص ۱۶۴)

□ ...... ماہِ جمادی الاولیٰ ۷۹۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبدالدائم بن محمد بن سلامہ انصاری شاذلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ، ج۳ ص ۱۷۰)

Idara Ghufran

علم کے مینار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:29) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام ابوحنیفہ کے تلامذہ اوران کے مختصر حالات (حصہ اول)

امام صاحب رحمہ اللہ اپنے حلقۂ درس میں تفقہ فی الدین کی تعلیم دیتے تھے،اوران کے حلقۂ درس میں علماء وفضلاء کی بڑی جماعت شریک رہتی تھی،ان میں سے ہر ایک علم وفن کے مشاہیر تھے۔

ایک مرتبہ وکیع بن جراح نے فرمایا کہ ابوحنیفہ کیسے دینی معاملہ میں غلطی کر سکتے ہیں،حالانکہ ان کے حلقۂ درس میں ہر علم وفن کے اہلِ کمال موجود ہوتے ہیں،قیاس واجتہاد میں ابویوسف،محمد بن حسن اور زفر بن ہذیل جیسے اصحاب،حدیث کی معرفت وحفظ میں یحییٰ بن زکریا،حفص بن غیاث، جہان بن علی اور معذل بن علی جیسے اصحاب،اور لغت وعربیت میں قاسم بن معن جیسے اصحاب،زہد و تقویٰ میں فضیل بن عیاض،داود بن نصیر جیسے اصحاب اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے،توجس شخص کے حلقۂ درس میں ایسے اہلِ علم شریک رہتے ہوں،وہ غلطی کیسے کرسکتا ہے،اوراگر کوئی ایسی بات ہوگی،تو یہ لوگ ضرور رہنمائی کریں گے۔

(تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، ج ۱۴، ص ۲۵۰)

شاگرد کا رتبہ ومقام استاذ کے لیے باعثِ فخر سمجھا جاتا ہے،اور جولوگ آپ کے شاگرد ہیں،وہ بڑے بڑے ائمہ مجتہدین کے شیوخ واساتذہ ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے اسفار میں یہ بات مذکور ہے کہ آپ نے یمن سے واپس آتے ہوئے، سفیان بن عیینہ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے، بغداد جاکر امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ کی شاگردی اختیار کی،اورآپ کے حلقہ درس میں شامل ہوکر فقہ کی تکمیل کی،اورآپ فرمایا کرتے تھے کہ ’’میں نے امام محمد بن حسن سے ایک اونٹ کے بار برابر احادیث سنی ہیں‘‘۔

یہ وہی امام محمد ہیں،جوامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مشہور شاگرد اورآپ کے علم وتفقہ کے ترجمان وناشر ہیں،ان کی تمام عمر امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت اور فقہ حنفی کی نشر واشاعت میں گزری ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں کی تعداد کئی ہزار تک ہے، جب کہ معاصرین میں کسی فقیہ یا محدث کے تلامذہ کی تعداد اتنی زیادہ نہیں، جبکہ بعض کتب میں تقریباً آٹھ سو(800) شاگردوں کے نام اوران کے حالات ذکر کیے گئے ہیں کہ جنہوں نے کئی ملکوں اور شہروں سے آکر، امام صاحب سے فیض پایا، ان لوگوں کے حالات سے فقہ حنفی کے متعلق ایک اجمالی خیال قائم ہوتا ہے، ان لوگوں کی عظمت وشان سے فقہ حنفی کی خوبی اور عمدگی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، ساتھ ہی امام صاحب کا بلند رتبہ ہونا ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کے شاگرد اس رتبہ کے ہوں گے وہ خود کس پایہ کا ہوگا؟

آپ کے تلامذۂ محدثین

ویسے تو آپ کے حلقۂ درس میں بہت سے حضرات شریک ہوا کرتے تھے، مگر ان میں سے بعض حضرات ایسے بھی تھے، جو آگے چل کر اپنے وقت کے امام اور محدث بنے، جن میں سے چند حضرات کے نام درجِ ذیل ہیں۔

(1)......یحییٰ بن سعید قطان

آپ کا پورا نام ''یحییٰ بن سعید بن فروخ قطان'' ہے، جو کہ اپنے وقت کے بڑے امام، فقیہ، محدث اور حافظ تھے، حدیث کے باب میں ''أمیر المؤمنین فی الحدیث '' کے لقب سے مشہور تھے، فنّ رجال کا سلسلہ ان ہی سے شروع ہوا، علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس شخص نے فنّ رجال کے متعلق لکھا، وہ یحییٰ بن سعید قطان ہی ہیں، اور احادیث کی اسناد اور اصحاب سے متعلق آپ کے بہت سے اقوال کتبِ سیر وسوانح میں موجود ہیں، جن کو متعلقہ مقام پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ نے امام ابوحنیفہ سمیت بہت سے محدثین اور تابعین سے علمِ حدیث کی سماعت کی۔

اور آپ اسی فضل وکمال کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں شریک ہوا کرتے تھے، اور ان کی شاگردی پر فخر کیا کرتے تھے، اور آپ اکثر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے

تھے۔

آپ کی ولادت کا سال 120ھجری ہے،اوروفات198ہجری میں بصرہ میں ہوئی۔

(سير اعلام النبلاء، ج٩، ص ١٧٩، تحت الترجمة: يحيى القطان بن سعيد بن فروخ أبو سعيد)

(2)......عبداللہ بن مبارک

آپ کی کنیت''ابوعبدالرحمٰن'' ہے، والد ترک اور والدہ خوارزمیہ تھیں، وقت کے امام، محدث، فقیہ اورمحدثین کے ہاں''أمير المؤمنين في الحديث'' کے لقب سے مشہور ہیں،آپ سے روایت کرنے والوں کی تعداد بے شمار ہے، صحیح بخاری ومسلم میں آپ سے مروی روایات کثرت سے موجود ہیں۔

آپ حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے شیخ ہیں،اورآپ کا شمار امام صاحب کے خصوصی تلامذہ میں سے ہوتا ہے،آپ کے دل میں امام صاحب کی بڑی قدر وعظمت تھی،اوران سے بے حد محبت کیا کرتے تھے۔

اورفرمایا کرتے تھے کہ:

''(فقہ کے باب میں) لوگوں میں سب سے زیادہ ذہین اورسمجھدار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں،اوران جیسا فقیہ اورسمجھدار میں نے کسی کونہیں دیکھا''

چنانچہ آپ کواس چیز کا اعتراف تھا کہ جوکچھ مجھے حاصل ہوا،وہ امام ابوحنیفہ اورسفیان ثوری رحمہما اللہ کے فیض سے حاصل ہوا۔

امام صاحب کی وفات کے بعد جب بھی آپ اُن کا ذکر فرماتے،تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے،اورفرماتے:

ابوحنیفہ!تووہ شخصیت کہ جس کودنیا پیش کی گئی اور مال بھی پیش کیا گیا،مگراس نے ان کو ٹھکرادیا،اورکوڑوں سے بھی پیٹا گیا، پھراس پر بھی صبر کیا۔

فقہی ترتیب پر تصنیف وتالیف کا باقاعدہ آغاز تو دوسری صدی ہجری کے وسط میں ہوا،اوران جید علماء ومحدثین میں آپ کا نام بھی شمار کیا جاتا ہے۔

www.idaraghufran.org

چنانچہ آپ نے ''تفسیر القرآن، دقائق فی الرقائق، رقاع الفتاویٰ'' کے نام سے تین کتب کی تصنیف فرمائی۔

آپ کی ولادت کا سال 118ھجری ہے، اور وفات 181ہجری میں ہوئی۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٢، ص ٤٠٢، تحت الترجمة: ابن المبارک 181 - 118ھ)

(3)......یحیٰ بن زکریا بن ابی زائدہ

آپ کی کنیت ''ابوسعید'' ہے، کوفہ کے رہنے والے تھے، وقت کے امام، فقیہ اور محدث تھے، حدیث اور فقہ دونوں فنون میں بڑا کمال حاصل تھا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مشہور شاگردوں میں سے ہیں، مدت تک امام صاحب کے حلقہ درس میں شریک رہے، اسی وجہ سے محدثین آپ کا تعارف ''صاحب أبی حنیفة'' کہہ کر کرتے ہیں، احادیث کثرت سے یاد تھیں، صحاحِ ستہ میں بھی بہت سی احادیث ان سے مروی ہیں۔

مدائن میں منصبِ قضا پر بھی مامور تھے۔

امام ابوعبداللہ صیمری نے اپنی کتاب ''اخبار ابی حنیفة و اصحابه''میں آپ کو اپنے دور کا سب سے بڑا حافظ الحدیث، فقیہ، دیندار، متقی اور اونچے درجے کے فقہائے کرام جیسے امام ابوحنیفہ، ابنِ ابی لیلیٰ کی مجالس کی پابندی کرنے والا شمار کیا ہے۔

آپ کو امام صاحب کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا، آپ امام صاحب کے ان دس شاگردوں میں سے ایک ہیں کہ جو فقہ کی تدوین امام صاحب کے ساتھ شریک تھے، بلکہ لکھنے کی ذمہ داری بھی ان ہی کے سپرد تھی، اور آپ کی یہ خدمت تیس سال پر محیط ہے۔

منقول ہے کہ کوفہ میں سب سے پہلے آپ نے کتاب کی تصنیف وتالیف کا کام شروع کیا تھا، اور پھر اسی نہج پر ''وکیع بن جراح'' نے کتب لکھیں۔

وفات بالاختلاف 182یا183ہجری میں ہوئی۔

(الاعلام للزركلی، ج٨، ١٤٥، تحت الترجمة: ابن أبی زائدة، (الثقات لابن حبان، ج٧، ص ٦١٥، تحت رقم الترجمة: ١١٧٣٢)

تذکرۂ اولیاء — حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ(قسط22) — مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

دوستی یا رشتہ داری کی وجہ سے نا اہل وزیر مقرر کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ وزیر اور مشیر مقرر کرنے میں اہل اور اُس منصب کے حق دار کو ترجیح دیتے تھے، اور صرف دوستی یا رشتہ داری یا غلط غرض کی وجہ سے کسی کو وزیر اور مشیر مقرر کرنے کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت قرار دیتے تھے۔

چنانچہ عبدالملک بن عمیر سے روایت ہے کہ:

قال عمرُ بن الخطاب رضی الله عنه: مَن استعمل رجلاً لمودَّة، أو لقرابة، لا یستعملُهُ إلا لذلک؛ فقد خان اللهَ، ورسولَه، والمؤمنین

(مسند الفاروق لابن کثیر، رقم الروایة ۷۴۰، أثر فی تحذیر الإمام أن یولّی علی المسلمین قریبًا لقرابته أو فاجرًا)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے کسی آدمی کو صرف دوستی یا رشتہ داری کی وجہ سے کسی قوم کا وزیر مقرر کیا، تو اس نے اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے ساتھ خیانت کی (مسند فاروق)

اور عمران بن سُلیم سے روایت ہے کہ:

عن عمرَ بن الخطاب قال: مَن استعمل فاجرًا وهو یعلم أنه فاجرٌ، فهو مثلُه (مسند الفاروق لابن کثیر، رقم الروایة ۷۴۱، أثر فی تحذیر الإمام أن یولّی علی المسلمین قریبًا لقرابته أو فاجرًا)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے کسی فاجر آدمی کو کسی قوم کا وزیر مقرر کیا، اور اسے اُس آدمی کے فاجر ہونے کا علم بھی تھا، تو وہ اُس آدمی کی طرح (فاجر) ہے (مسند فاروق)

www.idaraghufran.org

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذکورہ ارشاد سے معلوم ہوا کہ وزیر اور مشیر ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہئے جو اُس منصب کا اہل ہو، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذکورہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کی روشنی میں ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نا اہل شخص کے وزیر مقرر کرنے کو اللہ اور اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیانت قرار دیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا عَلٰى قَوْمٍ وَفِيْ تِلْكَ الْعِصَابَةِ مَنْ هُوَ أَرْضَى اللّٰهَ مِنْهُ فَقَدْ خَانَ اللّٰهَ وَخَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَانَ جَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ (السنة لابن ابی عاصم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی قوم کا وزیر مقرر کیا، اور اُس جماعت میں اُس آدمی سے زیادہ اللہ کا پسندیدہ بندہ تھا، تو اس نے اللہ کے ساتھ خیانت کی، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی خیانت کی، اور تمام مسلمانوں کے ساتھ بھی خیانت کی (ابنِ ابی عاصم، طبرانی)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ وزیر اور مشیر ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہئے جو ان لوگوں میں اللہ کا زیادہ پسندیدہ ہو، اور پسندیدہ ہونے میں قوی، باہمت اور امانت دار اور اس شعبہ کا واقف کار ہونا یہ سب چیزیں داخل ہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ جب حکومت اور وزارت وغیرہ جیسے معاملات کی ذمہ داری نا اہل کے حوالہ ہو، تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: إِذَا وُسِّدَ

---

[1] رقم الحديث ١٤٦٢، باب قول الرسول صلى الله عليه وسلم رأيت فى النوم كأنى أنزع بدلو بكرة على قليب، المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ١١٢١٦، السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ٢٠٣٦٤)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى، وفيه أبو محمد الجزرى حمزة ولم أعرفه، وبقية رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٩٠٧١)

www.idaraghufran.org

الْأَمْرُ إِلٰی غَیْرِ أَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ (بخاری) [1]

ترجمہ: جب امانت کو ضائع کردیا جائے،تو آپ قیامت کا انتظار کریں،انہوں نے عرض کیا کہ امانت کو ضائع کرنا کس طرح ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب (حکومت ووزارت وغیرہ کا) معاملہ نااہل کو حوالہ کردیا جائے،تو آپ قیامت کا انتظار کریں (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ حکومت یا وزارت کے کسی عہدہ پر نااہل کو مقرر کرنا، اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کرنے اور اس امانت کو ضائع کرنے میں داخل اور قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

---

[1] رقم الحدیث ۵۹، کتاب العلم،باب من سئل علما وھو مشتغل فی حدیثه، فأتم الحدیث ثم أجاب السائل.

Awami Poultry

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپئیر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

بچپن و کم عمری میں بولنے والے بچے (قسط4)

جریج کی پاکی بیان کرنے والا

پیارے بچو! بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔وہ بہت نیک اور عبادت گزار تھا۔اس کا نام جریج تھا۔اس کا ایک عبادت خانہ تھا جہاں وہ نوافل پڑھتا اور عبادت میں مشغول رہتا۔اس کی ایک ماں تھی جو اس کے پاس آیا کرتی تھی۔وہ اپنی ماں کی خوب مہمان نوازی کرتا اور پاس بیٹھ کر بات چیت کرتا تھا۔ایک دن جب وہ نماز پڑھ رہا تھا،اس کی ماں اس کے پاس آئی اور اپنا ہاتھ پیشانی پر رکھا اور زور سے آواز لگائی کہ اے جریج! جریج نے دل میں کہا کہ اے میرے رب! ایک طرف تو میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے۔یہ کہہ کر نماز میں مشغول ہوگیا۔دوسرے دن پھر اس کی ماں آئی اور وہ نماز پڑھ رہا تھا۔اس کی ماں نے پھر آواز لگائی لیکن اس نے پھر یہی کہا: اے میرے رب! ایک طرف تو میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے۔یہ کہہ کر وہ نماز پڑھنے لگا۔تیسرے دن پھر اس کی ماں آئی جب وہ نماز پڑھ رہا تھا۔اس کی ماں نے پھر اس کو آواز لگائی اے جریج! اس نے پھر یہی کہا: اے میرے رب! ایک طرف تو میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے۔یہ کہہ کر پھر نماز پڑھنے لگا۔یہ دیکھ کر اس کی ماں نے اسے بددعا دی اور کہا کہ اے اللہ! اس کو اس وقت تک موت نہ دے جب تک اس کو سامنا طوائفہ عورتوں سے نہ ہو جائے۔

لوگوں میں جریج کی عبادت کا چرچہ ہونے لگا اور ہر کوئی اسے نیک اور پارسا خیال کرنے لگا۔جس بستی میں جریج رہا کرتا تھا وہاں ایک غلط کردار کی عورت رہتی تھی،جس کی خوبصورتی کے چرچے زبان زد عام تھے۔[1]

اس نے لوگوں سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں جریج کو آزمائش میں ڈال سکتی ہوں۔سب لوگوں نے

[1] بعض روایات میں ہے کہ یہ عورت بادشاہ وقت کی بیٹی تھی (المعجم الکبیر للطبرانی ،رقم الحدیث ۵۵۸)

www.idaraghufran.org

اس کی ہامی بھری۔ وہ عورت جریج کے پاس گئی اور اس سے بات چیت کی اور برائی کا کام کرنے پر اکسایا مگر جریج نے برائی کا کام کرنے سے منع کر دیا۔

پہلے زمانے میں عبادت وغیرہ کے لیے جو گھر بنائے جاتے تھے، کسی ایک ستون یا پلر (Pillar) پر قائم کر کے قدرے اونچا کر کے بنائے جاتے تھے۔ جریج اسی طرح کے عبادت خانے میں رہا کرتا تھا۔ اور شام کے وقت جریج کے عبادت خانے کے ٹھیک نیچے ایک چرواہا اپنی بکریاں باندھتا اور رات گزارا کرتا تھا۔ جب جریج نے اس عورت کو برائی کا کام کرنے سے منع کر دیا تو وہ عورت اس چراوہے (Shepherd) کے پاس آئی اور اس کے ساتھ برائی کا کام کیا۔ جس کے نتیجے میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ بادشاہ وقت کو جب اس لڑکے کا پتا چلا تو اس نے پوچھا کہ یہ لڑکا کس کا ہے۔ اس عورت نے کہا جریج کا ہے۔ بادشاہ نے کہا وہ جریج جس کا عبادت خانہ ہے؟ اور وہ بہت عبادت گزار اور اللہ والا ہے۔ عورت بولی جی ہاں وہی ہے۔ بادشاہ نے لوگوں سے کہا کہ جاؤ اور اس کا عبادت خانہ گرادو اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ جریج اپنی عبادت میں مصروف تھا کہ اسے کلہاڑیوں کی آواز آئی۔ اس نے باہر آ کر دیکھا تو لوگ اس کے عبادت خانے کو گرا رہے تھے۔ جریج رسی کے ذریعے نیچے آیا اور لوگوں نے اسے خوب مارا اور گالم گلوچ کیا۔ اس کے ہاتھ پیچھے گردن پر باندھ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ جریج نے بادشاہ سے معاملہ دریافت کیا تو بادشاہ نے کہا کہ آپ نے اس عورت کے ساتھ برائی کا کام کیا ہے جس سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جریج نے کہا کیا وہ لڑکا زندہ ہے؟ بادشاہ نے کہا ہاں۔ جریج نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ۔ لوگ لڑکے کو لے آئے۔ جریج نے کہا تم سارے یہاں سے دور ہو جاؤ تاکہ میں نماز پڑھ لوں۔ جریج نے نماز پڑھی اور بچے کے پیٹ یا سر (اختلاف روایات کے ساتھ) پر ہلکی سی ضرب لگائی اور کہا بتا تیرا باپ کون ہے؟ بچہ بول پڑا میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ بادشاہ کے محل میں اور محل آتے ہوئے راستے میں جریج نے دیکھا کہ طوائفہ عورتیں اسے دیکھ رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر جریج مسکرا دیا۔ بادشاہ نے جریج سے مسکراہٹ کا سبب پوچھا تو جریج نے سارا معاملہ بیان کر دیا۔ یہ سن کر لوگ جریج کی طرف لپکے اور اس کے ہاتھوں کو چومنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ اگر آپ کہتے ہیں تو آپ کے لیے سونے کا عبادت

خانہ بنادیتے ہیں۔ جریج نے کہا کہ نہیں۔ پھر کہنے لگے کہ اگر آپ کہتے ہیں تو چاندی کا بنادیتے ہیں۔

جریج نے کہا نہیں بلکہ مٹی کا جیسے پہلے بنا ہوا تھا ویسے ہی بنادو۔ انہوں نے عبادت خانہ مٹی کا دوبارہ ویسا ہی بنادیا جیسا کہ پہلے تھا۔ [1]

[1] مذکورہ واقعہ بہت مشہور واقعہ ہے اور احادیث کی کتابوں میں اس کے نقوش ثبت ہیں۔ یہاں چونکہ ایک خاص موضوع کے تحت بیان کرنا تھا اس لیے مختلف روایات کے دریا کو کوزے میں سمودیا ہے۔ اور واقعے کی تمام روایات کو یکجا کر کے ایک کہانی کی شکل دے دی ہے۔ ریحان۔

(صحیح البخاری ج۴ص ۱۶۵ رقم الحدیث ۳۴۳۶، صحیح مسلم ج۴ص ۱۹۷۶ رقم الحدیث ۲۵۵۰، المعجم الکبیر للطبرانی ج۱۸ ص ۲۲۴ رقم الحدیث ۵۵۸ الأدب المفرد ج ۱ ص ۲۶ باب دعوۃ الوالدین)

حج وعمرہ تربیتی کورس

حج وعمرہ کے سفر پر جانے والے حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حسبِ سابق اس سال بھی مفتی محمد رضوان صاحب کی زیرِ نگرانی، ادارہ غفران ٹرسٹ کے زیرِ انتظام حج وعمرہ تربیتی کورس منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں ان شاء اللہ تعالیٰ اہم احکام ومسائل اور آسان طریقۂ حج وعمرہ کی تعلیم وتربیت دی جائے گی۔ خواتین کے لئے پردہ کا معقول انتظام کیا گیا ہے۔ عازمینِ حج وعمرہ شرکت فرما کر مستفید ہوں۔

آغاز	☜	13جولائی2018ء	....	بروز جمعہ
اختتام	☜	17جولائی2018ء	....	بروز منگل
بوقت	☜	بعد نمازِ مغرب	....	تا عشاء
بمقام	☜	ادارہ غفران، چاہ سلطان	....	راولپنڈی

منجانب: ادارہ غفران (ٹرسٹ) چاہ سلطان

گلی نمبر 17، راولپنڈی۔ فون: 051-5507270

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط11) مفتی طلحہ مدثر

بیٹیوں سے حسنِ سلوک کی فضیلت اور ناپسند کرنے کی ممانعت

معزز خواتین! نکاح کے عظیم مقاصد میں سے ایک مقصد نسلِ انسانی کی افزائش اور اولاد کا حصول بھی ہے، قرآن مجید میں غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل کرنے کی ممانعت متعدد مقامات پر وارد ہوئی ہے، نیز اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا گیا ہے، جس میں مذکر اور مؤنث کا کوئی فرق نہیں کیا گیا اور اولاد کی تعلیم و تربیت، نان، نفقہ کی وجہ سے مشقت برداشت کرنے پر احادیثِ مبارکہ میں عظیم فضائل بیان کیے گئے ہیں، لیکن مختلف وجوہات کی بناء پر طبعی طور پر بیٹوں کے مقابلے میں بیٹیوں کی طرف انسان کا رجحان کم ہوتا ہے جس کی وجہ سے بیٹیوں کے معاملے میں وہ اکثر حق تلفی اور غفلت کا مرتکب ہوجاتا ہے، حالانکہ صنفِ نازک ہونے کی بنیاد پر وہ صلہ رحمی اور شفقت ومحبت کی زیادہ مستحق ہوتی ہے، اس بنا پر نبی علیہ السلام نے خاص بیٹیوں کی پرورش پر خصوصیت کے ساتھ فضائل بیان فرمائے ہیں۔

’’اولادِ نرینہ کو بیٹیوں پر ترجیح نہ دینے کی فضیلت‘‘

نبی علیہ السلام نے خصوصیت کے ساتھ بیٹی کے ساتھ حسنِ سلوک کی فضیلت بیان فرمائی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’’مَنْ وُلِدَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يَنْهَهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ – يَعْنِي الذَّكَرَ – عَلَيْهَا، أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهَا الْجَنَّةَ‘‘ (مستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم الحدیث ۷۳۴۸، کتاب البر والصلة) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کی بیٹی پیدا ہوئی، پھر اس نے

---

[1] قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه، وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح.

اُس (بیٹی) کو (زمین میں) زندہ درگور نہیں کیا، اور نہ ہی اُس کی توہین وتذلیل کی اور نہ اس پر بیٹے کو ترجیح دی، تو ایسے شخص کو اللہ اس کی بیٹی کی وجہ سے جنت میں داخل فرمادے گا (مستدرک حاکم)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے گھر بیٹی کی پیدائش پر اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور مذکر اولاد کو بیٹی پر ترجیح اور فوقیت نہ دی جائے تو اس عمل کی بدولت اللہ تعالیٰ ایسے فرد کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

”بیٹیوں کو ناپسند کرنے کی ممانعت“

بیٹے عام طور پر آخری عمر میں والدین کا سہارا بن جاتے ہیں اور انسان کی نسل آگے بڑھانے کا ذریعہ بنتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کو اپنی کی ہوئی محنت کا پھل بظاہر نظر آتا ہے، جبکہ بیٹیاں عموماً اپنے گھر کی ہوجاتی ہیں اور دنیاوی اعتبار سے ان کی پرورش پر کی گئی محنت کا ثمرہ نظر نہیں آتا، جس کی وجہ سے طبعًا بیٹیوں کو پسند نہیں کیا جاتا نبی علیہ السلام نے اس عمل سے بھی منع فرمایا اور بیٹیوں کو انسیت بخشنے والی اور قیمتی چیز قرار دیا، چنانچہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تُكْرِهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ " (مسند احمد ،رقم الحديث،۱۷۳۷۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ انسیت پیدا کرنے والی اور (اجر وثواب وغیرہ کے اعتبار سے) قیمتی چیز ہیں (مسند احمد)

اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ” لَا تُكْرِهُوا الْبَنَاتَ، فَإِنَّهُنَّ الْمُجَهِّزَاتُ الْمُؤْنِسَاتُ“ (شعب الإيمان للبيهقي،رقم الحديث، ۸۳۲۹)

﴿بقیہ صفحہ 76 پر ملاحظہ فرمائیں﴾

رمضان میں نیک کاموں کی حوصلہ افزائی اور برے کاموں کی حوصلہ شکنی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کی پہلی رات ہی سے شیطانوں اور سرکش جنوں کوقید کردیا جاتا ہےاور جہنم کے دروازوں کو بند کردیا جاتا ہےاوران میں سے کوئی دروازہ بھی کھلانہیں رکھا جاتا اور جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے اوران میں سے کوئی دروازہ بندنہیں کیا جاتا اور اللہ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ ’’اے خیر (یعنی نیک کام) کوطلب کرنے والے آگے بڑھ اوراے شر (یعنی بُرے اور گناہ کے کام) کوطلب کرنے والے رُک جا‘‘ اوراللہ کی طرف سے آگ (یعنی جہنّم) سے بہت سے لوگ آزاد کیے جاتے ہیں اور یہ واقعہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے (سنن ترمذی، حدیث نمبر 682)

معلوم ہوا کہ رمضان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک کام کے کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کا اور بُرے کام کے کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کا خاص اعلان وانتظام کیا جاتا ہے، اوراس کا مشاہدہ عام ہے کہ رمضانُ المبارک کے مہینے میں بے شمار لوگ اپنے گناہوں کو چھوڑ دیتے یا کمی وتخفیف کردیتے ہیں، بہت سے لوگ ہمیشہ کے لئے اپنے گناہوں سے تائب ہوجاتے ہیں، اور بہت سے لوگ اس مہینے کی برکت سے نماز اور دوسری عبادات کے پابند ہوجاتے ہیں، البتہ کچھ بدقسمت لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے محروم رہتے ہیں۔

Savour Foods®

RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923

ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9

Lahore
Shama Chowk
Ferozpur Road
Tel: 37422635,37422640

Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021

Melody Food Park
Tel:2873300

www.savourfoods.com.pk

روزہ میں غیبت، جھوٹ اور دوسرے گناہوں سے بچنے کا خاص حکم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ (بخاری، رقم الحديث 1903)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں (بخاری)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَحْدَهٗ وَلٰكِنَّهٗ مِنَ الْكِذْبِ وَالْبَاطِلِ وَاللَّغْوِ وَالْحَلْفِ (مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث 8975)

ترجمہ: روزہ صرف کھانے اور پینے سے بچنے کا نام نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل، لغو باتوں اور جھوٹی قسموں سے بچنا بھی ضروری ہے (ابن ابی شیبہ)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

خبردار کہ روزہ صرف کھانے اور پینے سے بچنے کا نام نہیں، بلکہ جھوٹ، باطل اور لغو باتوں سے بچنا بھی ضروری ہے (شعب الایمان، حدیث نمبر 3372)

معلوم ہوا کہ گناہوں کی وجہ سے روزے کے اجر و ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے۔

رمضان کی راتوں میں نمازِ تراویح کی فضیلت واہمیت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

ترجمہ: بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض قرار دیے اور میں نے رمضان کی رات میں قیام (اور تراویح) کو سنت قرار دیا پس جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا اور رمضان میں قیام کیا (اور تراویح پڑھیں) ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اخلاص کے ساتھ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح سے نکل جائے گا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت تھا (نسائی،2210)

معلوم ہوا کہ تراویح پر حاصل ہونے والا اجروانعام بہت عظیم ہے،اور رمضان میں ایمان ویقین اور اخلاص کے ساتھ قیام کرنے پر یہ فضیلت سنائی گئی ہے، کہ اس کی برکت سے سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں،اور رمضان کے قیام کی اولین مصداق تراویح کی نماز ہے،اور دوسری احادیث میں اس کے سنت ہونے کی بھی وضاحت ہے،اور تراویح پورے رمضان کی سنت ہے اور یہ مردوعورت سب کے حق میں سنت ہے،جس کا ثبوت احادیث اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے علاوہ خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ہے،اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر آج تک مسلمانوں کا اس پر متواتر عمل چلا آرہا ہے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418-خان بلڈنگ بابو بازار،صدر راولپنڈی

روزہ اور تلاوتِ کلام پاک بروز قیامت سفارش کریں گے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِیَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ قَالَ فَیُشَفَّعَانِ(مسند احمد، رقم الحدیث 6337)

ترجمہ: روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے، روزہ عرض کرے گا کہ: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو دن میں کھانے پینے اور نفس کی خواہش پوری کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمایئے (اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرمایئے) اور قرآن کہے گا کہ: اے میرے رب! میں نے اس بندے کو رات کو سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا، آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمایئے (اور اس کے ساتھ رحمت و مغفرت کا معاملہ فرمایئے) چنانچہ روزہ و قرآن دونوں کی سفارش اس بندے کے حق میں قبول فرمائی جائے گی (اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرمادیا جائیگا)

فائدہ: چونکہ قرآنِ کریم رمضان المبارک میں نازل ہوا، اس لیے قرآن مجید کو رمضانُ المبارک سے خاص مناسبت ہے، اور رمضان میں اس کی تلاوت کی فضیلت اور بھی زیادہ ہوجاتی ہے، خاص طور پر دن میں روزہ، اور رات میں تراویح میں اس کی تلاوت، موجبِ سعادت ہے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

بغیر وضو قرآن والی ڈیوائس یا سکرین کو چھونے کا حکم

درجِ ذیل مضمون مفتی محمد رضوان صاحب کے زیرِ طبع رسالہ ''قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم'' مشمولہ: ''علمی و تحقیقی رسائل، جلد5'' سے ماخوذ ہے۔ادارہ۔

موجودہ دور میں ڈیجیٹل ڈیوائسز (Digital Devices) کے سافٹ ویئر (Software) میں جس طرح دوسرا مواد فیڈ (Feed) یا انسٹال(Install) کر کے محفوظ(Save) کیا جاتا ہے، اسی طرح بعض اوقات قرآن مجید بھی محفوظ(Save) کر دیا جاتا ہے۔

جس کو بوقتِ ضرورت ڈیجیٹل سکرین (Digital Screen) پر دیکھا اور دیکھ کر تلاوت کیا جاسکتا ہے۔

ڈیجیٹل ڈیوائسز (Digital Devices) دو قسم کے اجزاء پر مشتمل ہوتی ہیں۔

(1)...... ہارڈ ویئر(Hardware)

(2)...... سافٹ ویئر(Software)

ہارڈ ویئر (Hardware) سے ڈیجیٹل ڈیوائسز کے وہ تمام مادی اجزاء مراد ہیں، جن کو چھوا جاسکتا ہے، جب کہ سافٹ ویئر (Software) سے مختلف ڈیجیٹل پروگرام مراد ہیں، جن میں کمپیوٹر اور موبائل فون وغیرہ کو چلانے والے آپریٹنگ سسٹم (Operating System) اور دیگر ایپلی کیشنز (Applicationes) شامل ہیں، ان کے علاوہ تمام قسم کا دیگر مواد (Data) بشمول تصاویر، آڈیو، وڈیو فائلیں بھی سافٹ ڈیٹا (Soft Data) ہی کی اقسام ہوتی ہیں، جن کا ایسا کوئی مادّی وجود نہیں ہوتا، جسے چھوا جا سکے۔

آج کل موبائل فون اور بطور خاص سمارٹ فون (Smart Phone) کے ذریعہ سکرین پر

قرآن مجید کو دیکھنے اور دیکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی صورتیں کثرت سے پیش آتی ہیں۔

تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن ڈیجیٹل ڈیوائسز (Digital Devices) میں قرآن مجید محفوظ (Save) ہو، ان ڈیوائسز (Devices) کو بغیر وضو کے چھونا بالخصوص جب سکرین (Screen) پر قرآن مجید لکھی ہوئی شکل میں نظر آ رہا ہو، اس وقت اس ڈیوائس یا سکرین کو بغیر وضو کے چھونا جائز ہے یا نہیں؟

چونکہ مذکورہ نظام یا سسٹم نئے دور کی ایجاد ہے، اس لیے اس کو بغیر وضو چھونے کا صراحتاً حکم سابق فقہائے کرام کے اقوال میں نہیں ملتا، اور موجودہ دور کے اہلِ علم حضرات کا اس کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے، اس سلسلہ میں پائے جانے والے اہلِ علم حضرات کے مختلف اقوال کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

(1)...... بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ جس ڈیوائس (Device) میں قرآن مجید محفوظ (Save) ہو، اس پوری ڈیوائس کو مُصحف یعنی قرآن مجید کے نسخہ کا حکم حاصل ہو جاتا ہے، اور اس کو ہمہ وقت بغیر وضو کے چھونا جائز نہیں رہتا، خواہ سکرین پر قرآن مجید نظر آ رہا ہو یا نظر نہ آ رہا ہو، تا آنکہ اس ڈیوائس کو چھونے کے لیے کوئی پاک چیز درمیان میں حائل نہ ہو، یا اس کو چھونے والا باوضو نہ ہو۔

یہ حضرات مذکورہ صورت میں ڈیوائس (Device) کی سکرین (Screen) اور اوپر کی باڈی (Casing) یا ہارڈ ویئر (Hardware) کو مُصحف یعنی قرآن مجید یا اس کے غلافِ متصل وغیرہ کا حکم دیتے ہیں۔

لیکن شرعی وفنی دلائل کی رُو سے ان حضرات کا مذکورہ موقف زیادہ مضبوط معلوم نہیں ہوسکا، کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ عام طور پر اس طرح کی ڈیوائس خالص قرآن مجید کے مواد پر مشتمل نہیں ہوتی، بلکہ ڈیوائس میں قرآن مجید کے علاوہ دوسرا مواد (Data) بھی ہوتا ہے، اور عموماً اس میں قرآن مجید کے علاوہ دیگر مواد کی جگہ بھی بہت زیادہ ہوتی ہے، نیز سکرین اور اس ڈیوائس کا سافٹ ویئر الگ الگ چیزیں ہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے، اس لیے ہمہ جہتی اعتبار سے اس پوری ڈیوائس کو مصحف کا

حکم دینا راجح معلوم نہیں ہوتا۔

(2)......بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ جب ڈیوائس کی سکرین پر قرآن مجید نظر آ رہا ہو، اس حالت میں بغیر وضو اس سکرین اور ڈیوائس کو چھونا جائز نہیں رہتا، کیونکہ اس وقت اس کو مُصحف یعنی قرآن مجید کے نسخہ کا حکم حاصل ہو جاتا ہے۔

لیکن شرعی وفنی دلائل کی رُو سے یہ رائے بھی زیادہ وزنی اور مضبوط معلوم نہیں ہو سکی، اگرچہ اس رائے میں احتیاط زیادہ ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

(3)......بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ جب ڈیوائس کی سکرین پر قرآن مجید نظر آ رہا ہو، اس حالت میں بغیر وضو اس ڈیوائس کی صرف سکرین کو چھونا جائز نہیں ہوتا، اور اس صورت میں سکرین کو بعینہٖ مُصحف یعنی قرآن مجید کے نسخہ کے اوراق یا غلافِ متصل کا حکم حاصل ہو جاتا ہے۔

البتہ سکرین کے علاوہ ڈیوائس کے دیگر حصوں اور پارٹس (Parts) کو چھونا جائز ہوتا ہے، کیونکہ ان کو غلافِ متصل کا حکم حاصل نہیں ہوتا، زیادہ سے زیادہ غلافِ منفصل کا حکم حاصل ہوتا ہے۔

پس ان حضرات کے نزدیک جب قرآن مجید، موبائل یا میموری کارڈ کے اندر ہو، اور اس کو اسکرین پر کھولا یا چلایا نہ گیا ہو، تو اس وقت چوں کہ قرآن مجید حروف ونقوش کی صورت میں موجود اور ظاہر نہیں ہوتا، اس لیے اس سکرین کو ہاتھ لگانے کے لیے باوضو ہونا ضروری نہیں، اور جب موبائل یا میموری کارڈ میں موجود قرآن مجید اس کی اسکرین پر کھول لیا جائے، تو اس وقت چوں کہ سکرین پر موجود نقوش قرآن مجید کے الفاظ پر دلالت کرتے ہیں، تو اس وقت سکرین پر ہاتھ لگانے کے لیے وضو ہونا ضروری ہوگا اور اس صورت میں چوں کہ قرآن مجید کا صرف وہی حصہ حروف ونقوش کی شکل میں ہے، جو سکرین پر نظر آ رہا ہے، لہٰذا اس سکرین کو تو طہارت اور وضو کے بغیر چھونا جائز نہ ہو گا، اور سکرین کے علاوہ موبائل یا ڈیوائس کے بقیہ حصوں کو بغیر وضو چھونا جائز ہو گا، البتہ ادب کا تقاضا اور زیادہ احتیاطی پہلو یہ ہے کہ اس ڈیوائس یا موبائل کی سکرین کے علاوہ بقیہ حصوں کو بھی وضو کے بغیر نہ چھوا جائے۔

اگرچہ اس رائے میں احتیاط کا پہلو پایا جاتا ہے، لیکن شرعی وفنی دلائل کے لحاظ سے یہ رائے بھی زیادہ

مضبوط معلوم نہیں ہوسکی، کیونکہ اولاً تو سکرین کو غلافِ متصل کا حکم دینا راجح نہیں۔ دوسرے اگر سکرین کو غلافِ متصل کا حکم دیا جائے، تو سکرین کے علاوہ ڈیوائس کے دوسرے حصوں اور پارٹس (Parts) کو بھی یہی حکم دینا چاہیے، اور جب قرآن مجید سکرین پر نظر نہ آرہا ہو، اس وقت بھی یہی حکم دینا چاہئے، کیونکہ دوسرے پارٹس بھی اس ڈیوائس کے ساتھ سکرین کی طرح ہی وابستہ ہوتے ہیں، اور جب قرآن نظر نہ آرہا ہو، اس وقت بھی وہ پارٹس پہلی حالت کے مطابق ہی ڈیوائس سے وابستہ ہوتے ہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

(4)......بعض حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ جس ڈیوائس کے سافٹ ویئر میں ڈیجیٹل طریقہ کار کے مطابق قرآن مجید محفوظ (Save) ہو، اس پوری ڈیوائس اور اس کے سب حصوں کو خواہ وہ سکرین ہو، بہرحال بغیر وضو کے چھونا جائز ہے، چاہے اس وقت اس کی سکرین پر قرآن مجید نظر آرہا ہو، یا نظر نہ آرہا ہو۔

ان حضرات کا فرمانا یہ ہے کہ ڈیجیٹل ڈیوائس یا موبائل میں قرآن مجید اور دیگر مواد دراصل ''0,1'' کی شکل میں موجود ہوتا ہے، جسے ''بائنری فارم'' (Binary form) کہتے ہیں، جو میموری میں محفوظ ہوتا ہے، اور سکرین پر مخصوص شکل میں صرف نظر آتا ہے۔ [1]

ماہرین کے مطابق سکرین پر نظر آنے والے نقوش اور مواد اس سکرین یا شیشہ پر نہیں بنتے، بلکہ اس سے الگ اور جدا چیز پر بنتے ہیں، جسے ریم (RAM) کہا جاتا ہے، اور وہ حروف سکرین کے شیشے سے صرف نظر آتے ہیں، جیسا کہ دوربین یا کسی چیز کے سامنے عدسہ (Magnifire) کر کے باریک یا دور کی چیز کو دیکھا جاتا ہے، مگر نظر آنے والی چیز اس عدسہ یا شیشہ سے الگ اور جدا شمار ہوتی ہے۔

---

[1] ''Binary form'' جس سے بائنری نمبر سسٹم (Binary numeral system) مراد ہے، جس کو ثنائی عددی نظام یا صرف ثنائی نظام یا دوعددی نظام بھی کہا جاتا ہے، اس اساسی نظام یعنی نمبر سسٹم میں کل 2 ہندسے شامل ہوتے ہیں۔ یعنی صفر اور ایک۔ یہ نظام عددی اقدار (numeric values) پیش کرتا ہے۔

ان ثنائی اعداد کی مدد سے کمپیوٹر مختلف معنی خیز الفاظ بناتا ہے۔ عموماً 7 یا 8 ثنائی اعداد (یعنی 7 یا 8 کی تعداد میں ''0,1'') مل کر ایک حرف یا علامت بناتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو: https://www.quora.com/How-is-data-stored-on-a-hard-drive)

اسی لیے سکرین کے نظام کو ڈسپلے (Display) اور منظر بھی کہا جاتا ہے، پس اس ڈیوائس کی میموری میں قرآن مجید یا دیگر مواد محفوظ یا فیڈ ہونے کے بعد اس ڈیوائس کی حیثیت ایک صندوق کی شمار ہوگی، اور جس صندوق کے اندر قرآن مجید موجود ہو، اس صندوق کو باہر کے حصہ سے بغیر وضو کے چھونا اور نقل وحمل کرنا جائز ہوتا ہے، خواہ قرآن مجید کا نسخہ جلد میں بند ہو یا کھلا ہوا ہو، اور اس کے نقوش وحروف باہر سے نظر آ رہے ہوں۔ [1]

اسی طرح اگر قرآن مجید یا اس کے کسی حصہ کو کسی شیشہ کے فریم میں محفوظ کر دیا جائے، تو اس شیشہ کو بغیر وضو کے چھونا بھی جائز ہوگا، کیونکہ اس فریم کی حیثیت بھی ایک صندوق کی ہوگی۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ موبائل فون وغیرہ کے اوپر کا حصہ جس کو کیسنگ (Casing) کہا جاتا ہے، وہ میموری اور اس کے اندر محفوظ مواد سے جدا چیز ہے، اسی وجہ سے اگر باہر کے اس پورے حصہ اور کیسنگ کو تبدیل کر دیا جائے، تب بھی اندر کا مواد (Data) اسی طرح محفوظ رہتا ہے۔

اسی طرح اگر ٹچ موبائل یا سمارٹ فون کی سکرین کو تبدیل کر دیا جائے، تب بھی اندر کا مواد (Data) اسی طرح محفوظ رہتا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات کسی اسٹیشن یا ہیڈکوارٹر سے کوئی پروگرام چلایا جاتا ہے، جس کا اصل مواد ایک جگہ محفوظ ہوتا ہے، مگر وہ منظر مختلف دور دراز مقامات پر ہزاروں لاکھوں سکرینوں پر نظر آتا ہے، جیسا کہ ٹیلی ویژن اور کیبل وغیرہ کے ذریعہ سے۔

اس کے علاوہ ڈیجیٹل ڈیوائس کی سکرین پر جو کچھ نظر آتا ہے، وہ درحقیقت کاغذ یا تختی کی طرح لکھا ہوا مواد نہیں، بلکہ ایک سافٹ ویئر (Software) یا ایسے نقوش ہیں، جنہیں بعینہٖ چھوا نہیں جاسکتا، اس ڈیجیٹل ڈیوائس یا موبائل میں قرآن مجید اور دوسرا مواد ''0,1'' کی شکل میں ہوتا ہے، جسے ''بائنری فارم'' (Binary form) کہتے ہیں۔

اس نظام کے ذریعہ ضرورت کے وقت قرآن مجید یا دوسرے مواد کی شکل بن کر نظر آنے لگتی ہے، جیسا کہ کیسٹ میں قرآن مجید یا کسی اور چیز کی آواز غیر مادی شکل میں محفوظ ہوتی ہے، یا حافظ

---

[1] لو کان المصحف فی صندوق فلا بأس للجنب أن یحمله (رد المحتار، ج ۱، ص ۲۹۳، کتاب الطهارة، باب الحیض)

www.idaraghufran.org

قرآن کے دل یا دماغ میں قرآن مجید غیر مادی شکل میں محفوظ ہوتا ہے، اور چلتی ہوئی کیسٹ یا تلاوت کرتے ہوئے حافظِ قرآن کے جسم اور ہونٹ وزبان کو بغیر وضو چھونا جائز ہوتا ہے، کیونکہ مذکورہ صورتوں میں قرآن لکھی ہوئی تختی یا کاغذ کو چھونا نہیں پایا جاتا۔

یہی وجہ ہے کہ جس وقت اس ڈیوائس کی سکرین میں قرآن مجید نظر آ رہا ہو، اسی وقت اگر دوسرا پروگرام کھول لیا جائے، تو اس صورت میں قرآن مجید سکرین سے غائب ہو جاتا ہے، جس کی وجہ وہی ہے کہ قرآن مجید سکرین پر نہیں ہوتا۔

لہٰذا اولاً تو ڈیجیٹل ڈیوائس یا سکرین کو بعینہٖ قرآن مجید کے کاغذ یا صفحہ یا قرآن مجید کے غلافِ متصل کا حکم دیا جانا راجح نہیں، بلکہ زیادہ سے زیادہ غلافِ منفصل کا حکم دیا جا سکتا ہے، جس کو بغیر وضو چھونا جائز ہوتا ہے۔

دوسرے اگر اس کو غلافِ متصل کا حکم دیا جائے، تب بھی اس پوری ڈیوائس کو مُصحف یعنی قرآن مجید کے نسخہ کا حکم نہیں دینا چاہئے، کیونکہ اس ڈیوائس کے اندر قرآن مجید کے علاوہ دوسرا مواد بھی محفوظ و موجود ہوتا ہے، اسی وجہ سے مختلف سافٹ ویئرز کے لیے الگ الگ سپیس (Space) درکار ہوتی ہے، کسی ڈیوائس میں یہ سپیس (Space) بڑی اور وسیع ہوتی ہے، جس میں زیادہ مواد اور ڈیٹا (Data) آ جاتا ہے، کسی میں کم آتا ہے۔

اور متعدد فقہائے کرام نے ایسی کتاب یا مواد کو جس میں قرآن مجید کے علاوہ دوسرا مواد بھی موجود ہو، جس کی وجہ سے اس کو قرآن کا نام نہ دیا جاتا ہو، تو اس کے اس حصہ کو بغیر وضو چھونا جائز قرار دیا ہے، جس حصہ پر قرآن مجید کے نقوش لکھے ہوئے نہ ہوں، اور یہ بات معلوم ہے کہ جس ڈیوائس میں قرآن مجید محفوظ ہوتا ہے، اس کو مُصحف یعنی قرآن مجید کا نام نہیں دیا جاتا۔

پس ڈیجیٹل ڈیوائس، موبائل اور اس جیسے دیگر جدید آلات جن کے سافٹ ویئر (Software) میں قرآن مجید محفوظ (Save) ہوتا ہے، مذکورہ دلائل کی رُو سے ان کا حکم مصحف والا نہیں ہے، اور اصولی اعتبار سے اس ڈیوائس یا موبائل یا ان کی سکرین کو بغیر وضو چھونا جائز ہے، خواہ اس سکرین پر اس وقت قرآن مجید نظر کیوں نہ آ رہا ہو۔

www.idaraghufran.org

ہمارے نزدیک مذکورہ اقوال میں سے دلائل اور مذکورہ پروگرام کے فنی اصولوں کے اعتبار سے چوتھا اور آخری قول زیادہ قوی ہے، جس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ کسی بھی فن کا حکم معلوم کرنے کے لیے اس فن سے متعلق اہلِ فن کی بات معتبر ہوا کرتی ہے۔

"لکل فن رجال"

لیکن اگر کوئی پہلے اقوال بالخصوص تیسرے قول پر عمل کرے، تو اس میں زیادہ احتیاط معلوم ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ مذکورہ حکم اس ڈیوائس یا سکرین کو بغیر وضو چھونے کا ہے، جہاں تک چھوئے بغیر صرف دیکھ کر تلاوت کرنے کا حکم ہے، تو بغیر وضو تلاوت کرنے میں بہرحال حرج نہیں۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 65 ''بیٹیوں سے حسنِ سلوک کی فضیلت اور ناپسند کرنے کی ممانعت''﴾

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ (آخرت کی) تیاری کرانے والی اور انسیت پیدا کرنے والی ہوتی ہیں (شعب الایمان)

اور عبداللہ بن سعید اپنے والد سے نبی علیہ السلام کا ارشاد مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا تُكْرِهُوا الْبَنَاتَ، فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْمُجَمِّلَاتُ " (شعب الإيمان للبيهقي، رقم الحديث ۸۳۲۸)

ترجمہ: نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ وہ انسیت پیدا کرنے والی اور (مرد کے گھر اور ایمان کو) زینت بخشنے والی ہوتی ہیں (شعب الایمان)

مذکورہ روایات کی بعض اسناد اگرچہ الگ الگ تو ضعیف شمار کی گئی ہیں، لیکن ان سب روایات کے مجموعہ سے یہ مضمون حسن درجہ میں داخل ہو کر معتبر شمار ہو جاتا ہے۔

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ بیٹیوں کو ناپسند سمجھنے کی ممانعت ہے کیونکہ وہ والدین، شوہروں اور گھروں کی وحشت اور غم کو دور کر کے انسیت پیدا کرتی ہیں اور ان کی تربیت و پرورش کی وجہ سے حاصل ہونے والے اجر و ثواب کی بدولت وہ بہت قیمتی چیز ہیں اور ان سے گھروں کو زینت اور رونق حاصل ہوتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟   مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

پینے کے آداب (قسط1)

پانی بھی زندگی اور تندرستی کے لئے نہایت ضروری چیز ہے، طبی اعتبار سے ہوا کے بعد پانی کا درجہ ہے، جسم میں وزن کا دو تہائی حصہ پانی کو شمار کیا جاتا ہے، پانی غذا کے ہضم ہونے میں مدد دیتا ہے۔ اس لئے کھانے پینے کے آداب کے بعد پانی پینے کے آداب کا ذکر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

پینے سے متعلق مسنون دعاؤں کے آداب

(1)...... پانی یا کسی دوسرے مشروب کے پینے سے پہلے ’’بِسْمِ اللّٰہِ‘‘ اور آخر میں ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ‘‘ پڑھنا سنت اور بہت خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔

(2)...... پانی یا کسی بھی چیز کے پینے کے بعد اللہ کا شکر کرنا چاہئے، مثلاً ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ‘‘ کہنا چاہیے، یہ بھی انتہائی خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔

کھانے کے دوران پانی پینے کے آداب

(3)...... کھانے کے شروع میں یا آخر میں یا درمیان میں پانی پینے کے مسنون یا ممنوع ہونے کا احادیث میں صراحتاً ذکر نہیں ملتا۔

طبی لحاظ سے کھانا کھانے سے پہلے متصل اور کھانا کھانے کے بعد متصل پانی پینا مناسب نہیں ہے، البتہ اگر ضرورت ہو تو کھانا کھانے کے درمیان قدرے پانی پی لیا جائے، پیاس لگے تو بعد میں بھی پیا جا سکتا ہے، اس میں بھی بہتر ہے کہ پانی تھوڑی مقدار میں چوسنے کی شکل میں پیا جائے۔

کھانے سے پہلے اور کھانے کے فوراً بعد اور اسی طرح کھانے کے دوران بے تحاشا پانی پینے سے ہضم خراب ہو جاتا ہے اور جب بار بار اس عادت کو دہرایا جاتا ہے تو معدہ اور قوتِ ہاضمہ کمزور

ہو جاتی ہے، عام حالات میں جبکہ پیاس وغیرہ نہ لگ رہی ہو، کھانا کھانے کے دو تین گھنٹے بعد پانی پینا مناسب ہوتا ہے۔

اسی طرح کھانے کے دوران غیر معمولی ٹھنڈا پانی پینا، طبی اعتبار سے سخت نقصان دہ ہے۔

پانی پینے کی کیفیت سے متعلق آداب

(4)...... پانی کا ایک یا دو سانس میں پینا شرعی اعتبار سے گناہ نہیں، اور اسی طرح تین سانس سے زائد میں پینا بھی گناہ نہیں، بالخصوص جبکہ کسی ضرورت سے ایسا کیا جائے، مثلاً کسی بیماری یا پانی کے غیر معمولی ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا کر کے تین سے زیادہ مرتبہ پیا جائے۔

لیکن تین سانس میں اطمینان کے ساتھ پینا افضل اور مسنون ہے۔

اور ہر مرتبہ برتن کو الگ کر کے سانس لینا چاہیئے، برتن کے اندر سانس لینا مناسب نہیں۔

اور ایک دم بہت سا پانی حلق میں ڈالنا طبی لحاظ سے صحت کے لئے مضر ہے۔

(5)...... پانی کے علاوہ دیگر مشروبات کو بھی اصل میں تو تین سانس میں ہی پینا سنت ہے، لیکن اگر کسی چیز کو تین سانس میں پی کر مکمل کرنا دشوار ہو، مثلاً بوتل، سوڈا، جوس، سوپ وغیرہ تو ایسی چیز کو تین سے زائد سانس میں پینے میں حرج نہیں، اور جن چیزوں میں غذائیت کا عنصر ہو (مثلاً سوپ) ایسی چیزیں ایک حیثیت سے کھانے کے مشابہ ہیں، لہٰذا بوقتِ ضرورت ان کو تین سے زیادہ سانس میں پینے میں کوئی بھی حرج کی بات نہیں، جس طرح کھانا ضرورت کے مطابق لقمے بنا کر کھانے میں حرج نہیں، اور پوری روٹی وغیرہ کو تین لقموں میں کھانا سنت نہیں۔

(6)...... اگر ایک وقت میں ایک سے زیادہ گلاس یا کٹورے پینے ہوں تو ہر گلاس اور ہر کٹورے کو تین سانس میں پینا مناسب اور افضل ہے۔

(7)...... پانی اور دوسرے مشروبات میں بھی کھانے کی چیزوں کی طرح پھونک مارنے سے پرہیز کیجئے، اگر کوئی گرم مشروب ٹھنڈا کرنے کی ضرورت ہو تو کچھ انتظار کر لیجئے، یا برتن میں ہلا کر ٹھنڈا کر لیجئے یا پنکھے وغیرہ سے ہوا کر کے ٹھنڈا کر لیجئے۔

البتہ اگر جلدی کا تقاضا ہو اور گرم مشروب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پھونک مارنے کی ضرورت پیش

آجائے تو بغیر آواز نکالے پھونک مارنے میں حرج نہیں۔

اور یہ بات یاد رکھیے کہ زیادہ گرم چیزیں کھانے کی عادت سے منہ اور معدہ میں زخم ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، نیز زیادہ گرم چیز کھانے پینے سے پیاس زیادہ لگتی ہے، جس کی وجہ سے اوپر سے پانی پینا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے معدہ میں آگے پیچھے گرم اور ٹھنڈی چیزیں پہنچنے سے معدہ اور ہضم خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

(8)...... پانی وغیرہ بیٹھ کر پینا سنت ہے، کھڑے ہو کر پینے میں سنت کا ثواب نہیں، اس لئے کھڑے ہو کر پینے کی مستقل عادت نہیں بنانی چاہئے، خصوصاً بوتل، چائے اور دوسرے ایسے مشروبات کہ جن کے پینے میں وقت بھی پانی سے زیادہ لگتا ہے اور ان میں غذائیت کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے، اور ان چیزوں کو کھانے کے ساتھ مشابہت حاصل ہوتی ہے، ایسی چیزوں کو بلا عذر کھڑے ہو کر پینا زیادہ ناپسندیدہ ہے، اور فیشن یا تکبر کی غرض سے کھڑے ہو کر پینا اور بھی زیادہ مکروہ واور بُرا ہے، سبیل کا پانی بھی بیٹھ کر ہی پینا مناسب ہے۔

البتہ اگر کوئی اتفاق سے یعنی بغیر عادت و معمول بنائے یا ضرورت و مجبوری میں کھڑے ہو کر پئے، مثلاً سفر میں ہو یا جلدی کا تقاضا ہو، یا بیٹھنے کی مناسب جگہ میسر نہ ہو، تو کھڑے ہو کر پینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(9)...... لوٹے یا صراحی سے اس طرح منہ لگا کر پانی مت پیجئے، کہ بے خبری میں کوئی موذی یا گندی چیز منہ میں چلی جائے، اور تکلیف یا بیماری کا باعث بن جائے۔

(10)...... پانی اور دیگر مشروبات کو برتن (گلاس، کٹورے وغیرہ) سے منہ لگا کر پینا زیادہ موزوں و مناسب ہے، لیکن اگر کسی نلکی (STRAW) وغیرہ کے ذریعے سے پیا جائے (جیسا کہ آج کل بعض بوتلیں اور جوس وغیرہ پئے جاتے ہیں) تو گناہ تو نہیں اگرچہ سنت بھی نہیں، اور اس میں بعض اوقات یہ خدشہ بھی ہوتا ہے کہ بے خبری میں کوئی خراب و مضر چیز منہ میں چلی جائے، جبکہ برتن میں لے کر پینے کی صورت میں اس مشروب کے نظر کے سامنے ہونے کی وجہ سے اس قسم کے خدشہ سے حفاظت رہتی ہے، اور نلکی کے ذریعے سے پینے کی صورت میں ہر سانس کے وقت نلکی کو منہ سے الگ کر دینا مناسب ہے۔

(جاری ہے............)

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 31 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

نبوت ملنے کے بعد حضرت موسیٰ کی دعائیں (حصہ اول)

پہلی دعاء: قبطی کے قتل کے متعلق

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فریضۂ رسالت کی ادائیگی کے لیے جب فرعون اور اس کی قوم کے پاس جانے کا حکم دیا گیا، جو کہ اپنے ظلم وستم اور کفر وشرک کی وجہ سے مشہور ہوچکی تھی۔

تو حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے دل وجان سے آمادہ ہوں، البتہ دل میں ایک کھٹکا سا لگا ہوا ہے کہ میرے ہاتھوں سے ان کا ایک آدمی (قبطی) مارا گیا تھا، اگرچہ میں اس کے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا تھا، لیکن وہ لوگ تو بہرصورت مجھے اس کا قاتل سمجھتے ہیں، اس واقعہ کو یوں تو کئی سال کی مدت گزر چکی ہے، لیکن جب میں ایک رسول کی حیثیت سے ان کی ہدایت کے لیے جاؤں گا تو یقیناً انھیں بھولی ہوئی باتیں بھی یاد آجائیں گی اور وہ میرے خلاف تنکے کو پہاڑ بنانے سے بھی گریز نہیں کریں گے، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ایک آدمی کے قتل کو بھول جائیں۔

اسی طرح اس بات کا قوی امکان ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کو اسلام اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دعوت دینے کی نوبت آنے سے پہلے ہی وہ الزامِ قتل میں مجھے گرفتار کرلیں گے، اس طرح سے میں اپنے منصبی فریضہ کو ادا کرنے سے قاصر رہوں گا۔

اس لیے اے میرے رب! کوئی ایسی صورت پیدا کی جائے کہ میرے لیے ایسی کوئی مشکل پیدا نہ ہو۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ (سورۃ القصص، رقم

www.idaraghufran.org

الآیۃ ۳۳)

یعنی''حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میں نے ان کے ایک آدمی کو قتل کیا تھا، اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے''

اورسورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ (سورۃ الشعراء ، رقم الآیۃ ۱۴)

یعنی''اور مجھ پر ان کے ہاں ایک جرم کا الزام بھی ہے، اس لیے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کردیں گے''

حضرت موسیٰ کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس ڈر سے میں وہاں نہیں جانا چاہتا، بلکہ مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا کوئی انتظام ہونا چاہیے کہ میرے پہنچتے ہی کسی بات چیت اور ادائے رسالت کی نوبت آنے سے پہلے وہ لوگ مجھے الزام قتل میں گرفتار نہ کرلیں، کیونکہ اس صورت میں تو وہ مقصد ہی فوت ہوجائے گا جس کے لیے مجھے اس مہم پر بھیجا جارہا ہے۔

اس بات کی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ آگے حضرت موسیٰ خود یہ دعاء فرمارہے ہیں کہ میرے ساتھ میرے بھائی کو بھی بھیج دیجیے، کیونکہ وہ زیادہ فصیح اللسان ہیں، اور جن کے ذریعہ میری کمر مضبوط ہوگی، اور مجھے نبوت کا کام کرنے کا حوصلہ ہوگا۔

اس سے یہود کے اس دعویٰ کی بھی تردید ہوتی ہے، جو کہ توراۃ میں مذکور ہے کہ نعوذ باللہ حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے فرعون کو دعوت دینے اور نبوت کے کام سے معذرت کرلی تھی، اور یہ کہا تھا کہ اے میرے رب! آپ جس کو بھیجنا چاہیں، فرعون کی طرف بھیج دیں۔ [1]

---

[1] قال رب إنی قتلت منهم نفسا فأخاف لذلک أن يقتلون بمقابلتها، والمراد بهذا الخبر طلب الحفظ والتأييد لإبلاغ الرسالة على أكمل وجه لا الاستعفاء من الإرسال، وزعمت اليهود أنه عليه السلام استعفى ربه سبحانه من ذلک .وفی التوراة التی بأيديهم اليوم أنه قال يا رب ابعث من أنت باعثه وأكد طلب التأييد بقوله: وأخی هارون هو أفصح منی لسانا فأرسله معی ردئا أی عونا(تفسیر روح المعانی، ج۱۰ ص۲۸۵،۲۸۶، سورة القصص)

طب وصحت (قُسط یا کُٹھ: قسط4) حکیم مفتی محمد ناصر

قُسط کے فوائد سے متعلق احادیث وروایات

گزشتہ احادیث میں قُسط، یاقُسطِ بحری یاعودِ ہندی کے احادیث وروایات میں مختلف امراض کے لئے بیان کردہ فوائد ذکر ہوئے تھے، جبکہ مندرجہ ذیل احادیث میں عورتوں کے لئے ماہواری سے پاکی کے غسل میں قُسط کے استعمال کا ذکر ہے۔

چنانچہ ام عطیہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ لِی النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لاَ یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلاَثٍ إِلَّا عَلَی زَوْجٍ، فَإِنَّهَا لاَ تَکْتَحِلُ وَلاَ تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا، إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ.

نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلاَ تَمَسَّ طِیبًا، إِلَّا أَدْنَی طُهْرِهَا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ (بخاری، رقم الحدیث ۵۳۴۲، ورقم الحدیث ۵۳۴۳، باب تلبس الحادة ثیاب العصب)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جو عورت اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ شوہر کے علاوہ کسی کے فوت ہونے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، نہ وہ سرمہ لگائے، نہ رنگا ہوا کپڑا پہنے، مگر وہ کپڑا جو بننے سے پہلے رنگا گیا ہو، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ نہ وہ خوشبو لگائے، مگر جب اس کے طہر (یعنی پاکی) کا وقت قریب ہو اور وہ پاک ہوجائے تو تھوڑا سا قسط اور اظفار استعمال کرسکتی ہے (بخاری)

اوراُم عطیہ ہی کی ایک روایت میں ہے کہ:

کُنَّا نُنْهَی أَنْ نُحِدَّ عَلَی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلاَثٍ إِلَّا عَلَی زَوْجٍ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلاَ نَکْتَحِلَ، وَلاَ نَطَّیَّبَ، وَلاَ نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ

عَصْبٍ، وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ، إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا، فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ، وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ (بخاری، رقم الحديث ۵۳۴۱، باب القسط للحادة عند الطهر، مسلم، رقم الحديث ۶۷"۹۳۸")

ترجمہ: ہم عورتوں کو کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا جاتا تھا، مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک (عدت ہوتی تھی) اور ہمیں (عدت کے دوران) سرمہ لگانا اور خوشبو لگانا، اور رنگا ہوا کپڑا پہننا منع تھا، مگر وہ کپڑا جو بننے سے پہلے ہی رنگا گیا ہو (اس کی اجازت تھی) اور ہم میں سے حیض سے پاک ہونے والی عورتوں کو غسل کے وقت تھوڑے سے قسط اور اظفار کے استعمال کی اجازت دی جاتی تھی، اور ہم عورتوں کو جنازے کے پیچھے چلنے سے منع کیا جاتا تھا (بخاری، مسلم)

مذکورہ احادیث میں حیض سے پاک ہونے والی عورت کے لئے غسل کے وقت قُسط اور اظفار کے استعمال کرنے کا ذکر ہے۔

محدثین نے فرمایا کہ قُسط کی دو قسمیں ہیں، قُسط کی ایک قسم دوائیوں میں استعمال ہوتی ہے، جسے صرف قُسط یا قُسطُ البحری یا قُسطِ ہندی کہا جاتا ہے، اور اُردو زبان میں کُٹھ کہا جاتا ہے، جبکہ قُسط کی دوسری قسم دھونی کے طور پر استعمال ہوتی ہے، جسے ''عُوْدٌ'' یا ''اَلْاُلُوَّۃ'' کہا جاتا ہے۔ [1]

محدثین نے فرمایا کہ مذکورہ حدیث میں ماہواری کے غسل کے وقت قُسط کے استعمال سے مقصود

---

[1] عود کا لغوی معنیٰ لکڑی کا ہے، بعض احادیث میں قسطِ ہندی کو عودِ ہندی کے لفظ سے لغوی معنیٰ کے اعتبار سے تعبیر کیا گیا ہے، مگر اصطلاحی طور پر عودِ ہندی، قسطِ ہندی سے الگ ایک چیز ہے، عود خوشبو کے لئے دھونی کے طور پر استعمال کی جاتی ہے، جبکہ قُسطِ بحری کو احادیث میں حلق اور سینے کے امراض میں مفید قرار دیا گیا ہے۔

العود الهندى نوعان أحدهما: يستعمل فى الأدوية وهو الكست ويقال له القسط وسيأتى فى حرف القاف . الثانى : يستعمل فى الطيب ويقال له الألوة .وقد روى مسلم فى "صحيحه "عن ابن عمر رضى الله عنهما أنه كان يستجمر بالألوة غير مطراة وبكافور يطرح معها ويقول هكذا كان يستجمر رسول الله صلى الله عليه وسلم وثبت عنه فى صفة نعيم أهل الجنة مجامرهم الألوة والمجامر جمع مجمر وهو ما يتجمر به من عود وغيره وهو أنواع .أجودها : الهندى ثم الصينى ثم القمارى ثم المندلى وأجوده الأسود والأزرق الصلب الرزين الدسم وأقله جودة ما خف وطفا على الماء ويقال إنه شجر يقطع ويدفن فى الأرض سنة فتأكل الأرض منه ما لا ينفع ويبقى عود الطيب لا تعمل فيه الأرض شيئا يتعفن منه قشره وما لا طيب فيه (كتب فى الطب النبوى لابن القيم، عود)

www.idaraghufran.org

خوشبو نہیں، بلکہ ماہواری کی وجہ سے ناپسندیدہ بو زائل کرنا ہے، تاکہ غسل کے بعد خوب پاکی حاصل ہوجائے، اور جسم سے ماہواری کی ناگوار بُو بھی ختم ہوجائے، اور نماز و دیگر عبادات کے لئے عورت خوب پاک ہوجائے۔

مذکورہ احادیث میں بیان کردہ قُسط کے استعمال کا ایک طریقہ بعض اہلِ علم نے یہ فرمایا کہ قُسط کو پانی میں اُبال کر اُس پانی کو غسل والے پانی میں ملالیا جائے، جبکہ بعض اہلِ علم نے ماہواری والی عورت کے لئے قُسط کی دھونی لینا مراد لیا ہے، جس کے لیے قسط کی دوسری قسم جسے عُود کہا جاتا ہے، کا استعمال کیا جاتا ہے۔

مذکورہ احادیث میں قُسط کے علاوہ اظفار کا بھی ذکر ہے، بعض اہلِ علم کے مطابق ظُفار یمن میں ایک شہر تھا، اس کی بندرگاہ لوبان، اگر اور عود وعنبر وغیرہ کی تجارت کے لئے مشہور تھی، ظفاری عود یا اظفار اسی علاقہ کی طرف منسوب خوشبو ہے، جو رنگت میں کالا ہوتا ہے، اس کی عمدہ قسم سفید ہوتی ہے۔

اظفار کی دھونی مرگی، سکتہ اور سر کے درد میں مفید ہے، اور خواتین میں اختناق الرحم (یعنی عورت کے رحم یا بچہ دانی کا منہ بند ہونے) اور حیض کے بند ہوجانے میں بھی مفید ہے (کذا فی لغات الحدیث، مصنفہ علامہ وحید الزمان، حرف ''طا وظا'' صفحہ ۷۳، مطبوعۃ: میر محمد کتب خانہ، آرام باغ کراچی، وکتاب المفردات المعروف بہ خواص الادویہ بطرزِ جدید، مصنفہ: حکیم مظفر اعوان صاحب، صفحہ 504، مطبوعہ: شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ) [1]

علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> ''قُسط'' ایک جڑ کا نام ہے جس کو ''کوٹ'' بھی کہتے ہیں، اور دوا کے کام میں آتی ہے، اطباء نے اس کے بہت فوائد لکھے ہیں مثلاً نفاس والی عورتیں اس کی دھونی لیں تو رکا ہوا فاسد خون (جیسے حیض) اور پیشاب جاری ہوجاتا ہے۔ یہ مسموم جراثیم کو دور کرتی ہے۔

---

[1] قال النووی القسط والأظفار نوعان معروفان من البخور ولیسا من مقصود الطیب رخص فیہ للمغتسلة من الحیض لإزالة الرائحة الکریھة تتبع بہ أثر الدم لا للتطیب قلت المقصود من التطیب بھما أن یخلطا فی أجزاء أخر من غیرھما ثم تسحق فتصیر طیبا والمقصود بھما ھنا کما قال الشیخ أن تتبع بھما أثر الدم لإزالة الرائحة لا للتطیب وزعم الداودی أن المراد أنھا تسحق القسط وتلقیہ فی الماء آخر غسلھا لتذھب رائحة الحیض وردہ عیاض بأن ظاھر الحدیث یأباہ وأنہ لا یحصل منہ رائحة طیبة إلا من التبخر بہ کذا قال وفیہ نظر (فتح الباری لابنِ حجر، تحت رقم الحدیث ۵۳۴۱، قولہ باب القسط للحادة عند الطھر)

دماغ کو قوت بخشتی ہے اعضاء رئیسہ باہ اور جگر کو طاقتور بناتی ہے اور قوت مردمی میں تحریک پیدا کر دیتی ہے، ریاح کو تحلیل کرتی ہے، دماغی بیماریوں جیسے فالج لقوہ اور رعشہ کے لئے مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑے باہر نکالتی ہے۔ چوتھے دن کے بخار کے لئے بھی فائدہ مند ہے اس کا لیپ کرنے سے چھائیاں اور چھیپ جاتی رہتی ہے، زکام کی حالت میں اس کی دھونی لینا ایک بہترین علاج ہے اس کی دھونی سے سحر و وبا کے اثرات بھی جاتے رہتے ہیں غرض کہ طب کے کتابوں میں اس کے بہت زیادہ فوائد لکھے ہیں اسی لئے اس کو (یعنی قُسطُ البحری کو احادیث میں) ''سب سے بہتر دوا'' فرمایا گیا ہے۔

واضح رہے کہ ''قسطؔ'' دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو قسط بحری جس کا رنگ سفید ہوتا ہے اور دوسری کو قسط ہندی کہا جاتا ہے جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے دونوں کی خاصیت گرم وخشک ہے لیکن بحری قسط ، ہندی قسط سے بہتر ہوتی ہے کیونکہ اس میں گرمی کم ہوتی ہے

(مظاہرِ حق، جلد۴، صفحہ۲۶۲، طب کا بیان)

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ:

قُسط اور اظفار یہ دونوں ایک قسم کی خوشبو ہیں، قُسط تو عود کو کہتے ہیں، جس کی عام طور پر عورتیں یا بچے دھونی لیتے ہیں، کرمانی نے کہا ہے کہ قُسط ، عودِ ہندی کو کہتے ہیں، جسے ''اگر'' یا کوٹ کہا جاتا ہے۔

''اظفار'' ایک قسم کا عطر ہوتا تھا، یہ دونوں خوشبوئیں اُس زمانہ میں عام طور پر عرب کی عورتیں حیض سے پاک ہوتے وقت بدبو دور کرنے کے لئے شرم گاہ میں استعمال کیا کرتی تھیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت والی عورت کو خوشبو استعمال کرنے سے منع فرمایا، لیکن حائضہ کو حیض سے پاک ہوتے وقت بدبو دور کرنے کے لئے ان دونوں خوشبوؤں کے استعمال کی اجازت دے دی (مظاہرِ حق، جلد۳، صفحہ۴۳۴، عدت کا بیان)

جیسا کہ پہلے گزرا کہ عود کا لغوی معنیٰ لکڑی کا ہے، اور قُسط ایک خاص قسم کی لکڑی کی جڑ ہے، بعض

احادیث میں قسطِ ہندی کو عودِ ہندی کے لفظ سے لغوی معنیٰ کے اعتبار سے تعبیر کیا گیا ہے، مگر اصطلاحی طور پر عودِ ہندی، قسطِ ہندی سے الگ ایک چیز ہے، عودخوشبو کے لئے دھونی کے طور پر استعمال کی جاتی ہے، جبکہ قُسطِ بحری کو احادیث میں حلق اور سینے کے امراض میں مفید قرار دیا گیا ہے۔

بعض احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا ''اَ لْأَلُوَّةِ'' نامی لکڑی کی دھونی لینا مذکور ہے، محدثین نے ''اَ لْأَلُوَّةِ'' سے عود مراد لی ہے۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْأَلُوَّةِ، غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُورٍ، يَطْرَحُهُ مَعَ الْأَلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم، رقم الحدیث ۲۱''۲۲۵۴''، نسائی،رقم الحدیث ۵۱۳۵)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب (خوشبو کی) دھونی لیتے تو (کبھی تو صرف) عود (یعنی اگر) کی دھونی لیتے جس میں (مشک وغیرہ) اور کسی چیز کو نہ ملاتے اور (کبھی) عود میں کافور ملا لیتے تھے (یعنی عود اور کافور دونوں کو ملا کر آگ میں ڈالتے) پھر ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح دھونی لیتے تھے (کہ کبھی تو صرف عود کی دھونی لیتے، اور کبھی عود کے ساتھ کافور کو ملا کر آگ میں ڈالتے، اور اس کی دھونی لیتے) (مسلم،نسائی)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عود جسے اگر بھی کہا جاتا ہے، سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہ خوشبو کے لئے دھونی لیتے تھے، اور اہلِ عرب کے یہاں آج بھی اس طرح کی دھونی لینے کا رواج ہے، نیز مَردوں کے لئے خوشبو کی غرض سے دھونی لینا سنت سے ثابت ہے۔ [1]

---

[1] كان بن عمر اذا استجمر استجمر بألوة غير مطراة أو بكافور يطرحه مع الألوة ثم قال هكذا كان يستجمر رسول الله صلى الله عليه وسلم الاستجمار هنا استعمال الطيب والتبخر به مأخوذ من المجمر وهو البخور وأما الألوة فقال الأصمعي وأبو عبيد وسائر أهل اللغة والغريب هي العود يتبخر به ....ففي هذا الحديث استحباب الطيب للرجال كما هو مستحب للنساء لكن يستحب للرجال من الطيب ما ظهر ريحه وخفي لونه وأما المرأة فإذا أرادت الخروج إلى المسجد أو غيره كره لها كل طيب له ريح ويتأكد استحبابه للرجال يوم الجمعة والعيد عند حضور مجامع المسلمين ومجالس الذكر والعلم وعند إرادته معاشرة زوجته ونحو ذلك والله أعلم (شرح النووي علىٰ مسلم، تحت رقم الحديث ۲۲۵۴)

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ

مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□......10/17/24/شعبان بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□......5/12/19/اور 26/شعبان بروز اتوار، حضرت مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس حسبِ معمول مسجد ادارہ غفران میں صبح تقریباً ساڑھے دس بجے منعقد ہوتی رہیں۔

□......6/13/شعبان بروز پیر بعد ظہر، ادارہ غفران میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب زید مجدہٗ کے طبی لیکچر ہوا، لیکچر سے فراغت کے بعد حکیم صاحب موصوف نے مریضوں کا طبی معائنہ بھی کیا۔

□......5/شعبان بروز اتوار، قرآنی شعبہ کے ناظرہ بنین وبنات اور تعلیمِ بالغات کے شعبہ جات میں سالانہ امتحانات منعقد ہوئے۔

□......7/شعبان بروز منگل، مولانا سبحان اللہ صاحب (دارالافتاء: جامع مسجد درویش، صدر، پشاور) حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لئے دارالافتاء میں تشریف لائے، دورانِ ملاقات علمی وفقہی گفتگو ہوئی۔

□......8/شعبان بروز بدھ، قرآنی شعبہ کے درجہ حفظ کے طلبہ کا سالانہ امتحان ہوا۔

□......10/شعبان بروز جمعہ، بعد نمازِ عصر حضرت مدیر صاحب مولانا مفتی عبدالقادر جیلانی صاحب (تلمیذ) کے توسط سے اسلام آباد میں ایک مقام پر مولانا طارق جمیل صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔

□......12/شعبان بروز اتوار، بعد نمازِ مغرب مسجدِ غفران میں سالانہ یومِ والدین کی تقریب ہوئی، جس میں طلبہ وطالبات کے سالانہ امتحانات کے نتائج سُنائے گئے، اور بندہ محمد ناصر کا بیان ہوا۔

□......14/شعبان بروز منگل، بعد نمازِ عشاء مفتی امجد حسین صاحب دوماہ کی رُخصت پر اپنے علاقہ مانسہرہ تشریف لے گئے۔

□......17/شعبان بروز جمعہ، بعد نمازِ عشاء مولانا محمد ریحان صاحب (ابنِ حضرت مدیر صاحب) کے ولیمہ کی تقریب منعقد ہوئی، جس میں کارکنانِ ادارہ نے شرکت کی۔

□......18/شعبان بروز اتوار، بعد نمازِ ظہر مولانا مفتی منظور صاحب (بحریہ ٹاؤن) سے حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لئے دارالافتاء میں تشریف لائے۔

□......22/شعبان، بروز بدھ، بعد نمازِ عشاء، مولانا عبدالسلام صاحب اور مولانا طارق محمود صاحب، جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی کے شیخ التجوید قاری حبیب الرحمٰن صاحب کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔

□...... 23/شعبان بروز جمعرات، مولانا عبدالسلام صاحب، مولانا طارق محمود صاحب اور مولانا ریحان صاحب کا جوڑیاں میں جناب سلیمان صاحب کی ساس صاحبہ کی تعزیت کے لئے جانا ہوا۔

□...... 11/شعبان (28/اپریل) بروز ہفتہ تعمیرِ پاکستان سکول میں زیرِ تعلیم طلبہ وطالبات کے والدین کو Parents Teacher Meeting کے حوالہ سے دعوت دی گئی، جس میں 1st Mid Term Exams کا سلیبس اور ڈیٹ شیٹ فراہم کی گئی، اور بچوں کی اخلاقی وتعلیمی بہترائی کے لئے تجاویز لی گئیں۔

□...... 17/شعبان (4/مئی) بروز جمعہ سے 27/شعبان (14/مئی) بروز پیر تک تعمیرِ پاکستان سکول میں 1st Mid Term Exams ہوئے، اور 28/شعبان (15/مئی) بروز منگل کو نتائج کے اعلان ساتھ بچوں کو گرمیوں کی چھٹیوں کا کام دے کر تعطیلات کا آغاز ہوگیا۔

TOYOTA GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA GENUINE PARTS
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
این ای-3956، چکلالہ روڈ
بالمقابل پی ایس او پٹرول پمپ
چاہ سلطان، راولپنڈی
Ph:051-5702727
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500
5530555
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com

نقشہ اوقاتِ نماز، سحر وافطار (برائے راولپنڈی واسلام آباد شہر)

(مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اور گھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270-55075030

اخبارِ عالم — مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/اپریل/2018ء/4/شعبان المعظم/1439ھ: پاکستان: اربوں روپے قرضہ معافی، سپریم کورٹ نیب، سٹیٹ بینک سیکرٹری کونوٹس **23/اپریل:** پاکستان: بزنس ٹرین کے کرائے کم، موسمِ گرما میں شہری کم خرچ میں بہتر سہولیات حاصل کرسکیں گے، ریلوے حکام **24/اپریل:** پاکستان: رائیڈ سروس ''کریم'' پر سائبر حملہ، نام، ای میل ایڈریسز، فون نمبرز، سفر ہسٹری ڈیٹا چوری، 14 جنوری کو پتہ چلا، تاہم 14 جنوری کے بعد رجسٹرڈ ہونے والے صارفین کا ڈیٹا متاثر نہیں ہوا، صارفین اپنے کریم اور ای میل کے پاس ورڈ فوری تبدیل کرلیں، کمپنی کی ہدایت **25/اپریل:** پاکستان: کوئٹہ پھر لہولہان، یکے بعد دیگرے 3 خودکش دھماکے، 6 پولیس اہلکار جاں بحق، 13 زخمی **27/اپریل:** پاکستان: اقامہ کیس، خواجہ آصف بھی تاحیات نااہل، ملازمت کا جعلی معاہدہ پیش کرکے ریاست کو دھوکہ دیا، اسلام آباد ہائیکورٹ، رکنیت کے خاتمے کا نوٹیفکیشن جاری، فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کا فیصلہ، خواجہ آصف ☎ ای سی سی میں رمضان پیکج منظور، حکومت یوٹیلیٹی سٹورز کی 19 اشیائے خورد ونوش پر 17.3 ارب کی سبسڈی دے گی **28/اپریل:** پاکستان: آئندہ مالی سال 19-2018 وفاقی بجٹ پیش، تنخواہ پنشن میں 10 فیصد اضافہ، کتابیں، چکن، کمپیوٹر، کھاد سستی، سگریٹ، سیمنٹ، کپڑے مہنگے، 59 کھرب 32 ارب کا بجٹ پیش **30/اپریل:** پاکستان: پاکستان نے 54 سال پرانے میراج طیارے کو جدید بنالیا، طیارے کی مزید اپ گریڈیشن جاری **یکم/مئی:** پاکستان: پٹرول 1.70، ڈیزل 2.31، مٹی کا تیل 3.41 روپے فی لٹر مہنگا **2/مئی:** پاکستان: فنانس بل میں ترمیم، گوگل، یوٹیوب سمیت غیرملکی آن لائن سروسز پر ساڑھے 17 فیصد تک ٹیکس لگانے کا فیصلہ **3/مئی:** پاکستان: دہری شہریت کیس، نااہل ارکان کوتنخواہ واپس کرنے کا حکم، فوجداری کیسز ختم، 13 ارکان کو 5، 5 لاکھ روپے 6 اقساط میں جمع کرانا ہوں گے، کوئی رکن غریب نہیں، دہری شہریت والے الیکشن نہیں لڑسکتے، سپریم کورٹ **4/مئی:** پاکستان: نیو اسلام آباد ایئرپورٹ آپریشنل، مدینہ سے آنے والی پرواز نے لینڈ کیا **5/مئی:** پاکستان: سپریم کورٹ، اصغرخان کیس، خواجہ آصف نااہلی کے خلاف اپیل سماعت کے لیے مقرر **7/مئی:** پاکستان: وزیرِداخلہ احسن اقبال پر نارووال میں قاتلانہ حملہ، شدید زخمی، ملزم گرفتار، صدر، وزیرِاعظم، ودیگر سیاسی رہنماؤں کی مذمت ☎ مقبوضہ کشمیر، بھارتی فوج نے یونیورسٹی پروفیسر سمیت مزید 10 نوجوان شہید کردیے، ہنگامے ہڑتال، 24 گھنٹوں میں تعداد 14 ہوگئی، پاکستان کی شدید مذمت **8/مئی:** پاکستان: وزیرِاعلیٰ کی زیرِصدارت کابینہ کا اجلاس، جنوبی پنجاب کے 3 ڈویژنوں میں ملازمتوں کا

www.idaraghufran.org

کوٹہ بحال کرنے کی منظوری ﷺ9/مئی: پاکستان: مولانا عبدالغفور حیدری، سینٹ کمیٹی برائے مذہبی امور کے چیئرمین منتخب ﷺ10/مئی: پاکستان: سینٹ کمیٹی، اسلام آباد میں بچوں کے تحفظ سمیت 4 بل متفقہ منظور ﷺ11/مئی: پاکستان: سندھ کا 11 کھرب 44ارب کا بجٹ پیش، تنخواہوں پنشن میں 10 فیصد اضافہ ﷺ12/مئی: پاکستان: امریکا میں پاکستانی سفارت کاروں پر سفری پابندیاں لگائے جانے کا بھرپور جواب، پاکستان نے بھی امریکی سفارتی عملے پر پابندیاں لگادیں، امریکی عملے کے لیے پاکستانی ایئرپورٹس پر سامان کی ویانا کنونشن کے مطابق پڑتال، گاڑیوں پر اصلی نمبر پلیٹ، کرائے پر عمارتیں لینے کے لیے اجازت ضروری، آزادنہ نقل وحرکت پر پابندی، وزارتِ خارجہ۔

عدنان احمد خان
0345-5067603
الفھد فوڈز کوکنگ سنٹر
دوکان نمبر K-93، ظفرالحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

پروپرائیٹر: وسیم ریاض
ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر
ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں
دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی
Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُم بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد — ڈپریشن — ہائی بلڈ پریشر — عرق النساء — بواسیر

موٹاپا — گھنٹیا — یرقان — دردِ شقیقہ — بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ — یورک ایسڈ — معدہ — شوگر — جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا — کولیسٹرول — اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہریار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔ فون 0333-5187568

www.idaraghufran.org

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

پاکستان میں پہلی بار 100% تازہ زیتون

فطرت سے ہم آہنگ

Olive Fresh Olive

Olive Fresh Extra Virgin Olive Oil

بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں کے پیک شدہ زیتون کے مقابلہ میں تازہ زیتون

Olive Fresh Olive پاکستان میں پہلی کمپنی ہے، جس کے پاس تازترین زیتون کو نمکین پانی (Brine) میں محفوظ کرنے کی مکمل مہارت اور تجربہ موجود ہے، جس کی وجہ سے اس کی وہی زبردست قدرت ذائقہ اور اشتہا انگیز مہک برقرار رہتی ہے، جو ایک تازہ زیتون کی خاصیت ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ Olive Fresh اپنی جدید ترین پیکنگ، ٹیکنالوجی اور تیز ترین ذرائع نقل وحمل کی بدولت ایسے زیتون فروخت کے لئے پیش کررہا ہے، جنہیں کسی ''پاسچرائزیشن'' (Pasteurisation) اور ''اسٹریلائزیشن'' (Sterilisation) کی ضرورت نہیں، آپ کسی مصنوعی عمل اور گھٹیا معیار کے تیل کے بجائے قدرت کے بہترین ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

Olive Fresh کے ساتھ Extra Virgin Olive Oil سے ہی لطف اٹھائیں، جو کہ زیتون کے پھل کا قدرتی جز ہے، اور اس کی قیمت بھی وہی ہے، جو دیگر بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں میں پیک کئے گئے زیتون کی ہے۔

مزید انتظار مت کیجئے، اور Olive Fresh کی قدرتی تازگی سے بھرپور لطف اٹھائیں۔

D-111.(old NW193)

Haidhary Chowk Satellite Town Rawalpindi

0300-5114231--0310-5114231--051-4842085

مدیر: بابا جی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر

احادیث فقہ

تاریخ اصلاحی کتب

درسی کتب اور شروحات

اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دار العلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہو گیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

CERAAT
CENTER FOR EDUCATION, RESEARCH ANALYSIS, ACCREDITATION AND TRAINING

نافع

معاملات میں دین کے احیاء کو اپنی محنت کا میدان بنائیے

مفتیان کرام
کیلئے اہم موقع

بذریعہ

1. کسی بھی دارالافتاء کے شعبہ معاملات میں خدمات
2. کاروباری اداروں کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ میں خدمات
3. ہسپتال اور خیراتی اداروں میں نظام زکوۃ کے شعبہ میں خدمات
4. "نافع" جیسے اداروں میں مستقل خدمات

ان تمام شعبوں میں عملی خدمات کی تیاری کے لئے "نافع" میں شمولیت اختیار کیجئے

فوائد:

- کاروباری اداروں اور تجارتی مراکز تک رسائی کے ذریعہ فقہ الواقع کا علم اور فقہ الشرع کی عملی تطبیق۔
- مختلف قسم کے کاروباری اداروں کے شرعی تجزیہ کے ذریعے مارکیٹ کے عرف سے روشنائی اور خوداعتمادی میں اضافہ۔
- کارپوریٹ سیکٹر میں مطلوبہ صلاحیتوں کا ماہرین فنون کی سرپرستی میں حصول مثلاً اکاؤنٹنگ، کمپیوٹر، کارپوریٹ لاءز، مینجمنٹ سکلز وغیرہ
- معاملات میں عرب علماء کی فقہی تحقیق سے استفادہ کی سہولت اور علمی ترقی۔

"نافع" کا تعارف

ماہانہ وظیفہ
15000
تک
حسب کوائف
و
استعداد

- "نافع" 10 سال سے شعبہ معاملات میں احیائے دین کیلئے حضرت مفتی محمود الحسن شاہ مسعودی صاحب مدظلہ العالی اور مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں سرگرم عمل ہے۔
- "نافع" کی نظریاتی بنیادوں اور طریقہ کار کو پاک و ہند کے نامور علماء اور مفتی حضرات کی تائید حاصل ہے۔
- "نافع" 60 سے زائد اداروں کو خدمات فراہم کر چکا ہے۔
- "نافع" سے تربیت حاصل کرنے والے تجربہ کار مفتی حضرات متعدد کمپنیوں میں شریعہ کمپلائنس کی ذمہ داری سرانجام دے رہے ہیں۔

درج ذیل کوائف کے حامل افراد شمولیت کے لئے درخواست دے سکتے ہیں

- درس نظامی
- تخصص فی الافتاء

حتمی تقرری بذریعہ ٹیسٹ اور انٹرویو ہوگی۔

محدود نشستوں کی وجہ سے پہلے آنے والے حضرات کو ترجیح دی جائے گی اس لیے جلد رابطہ فرمائیں۔

اپنے کوائف پر مشتمل درخواستیں درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں اور کسی اہم موضوع پر تحقیقی فتویٰ یا مقالہ یا مضمون لکھا ہو تو وہ بھی ارسال فرمائیں۔

آخری تاریخ: 10 شوال

نافع: باب المستجاب مسجد، ٹیپو بلاک گارڈن ٹاؤن، لاہور۔
0322-4456244

www.naafey.com
naafey@gmail.com

www.idaraghufran.org

ان کو یاد کرنا ہمارا حق ہے

ہم سب جانتے ہیں کہ موت برحق ہے ہم میں سے ہر ایک کو اس طرف جانا ہے

جہاں ہمارے بڑے گئے ہیں۔ ان کو اس جہاں میں آپ کے ایصالِ ثواب کی ضرورت ہے۔

آگے ''نیکیوں کا موسمِ بہار'' یعنی رمضان المبارک آرہا ہے۔ اس میں ہر نیکی دس سے ستر گنا بڑھ جاتی ہے

آپ بھی نیکی کریں اور نیکی کرنے کے اسباب مہیا کریں۔ قرآن کریم اور سپارے مساجد، مدارس اور پڑھنے والے احباب تک پہنچائیں اور اس کارِ خیر کا ثواب اپنے بڑوں تک پہنچائیں، آپ آج اپنے بڑوں کی طرف کچھ بھیجیں گے تو کل آپ کے چھوٹے آپ تک کچھ بھیجیں گے، لہٰذا پہلی فرصت میں تشریف لائیے، ہم آپ کے نیک ارادے کو عملی جامہ پہنانے میں آپ کے مددگار بنیں گے۔

تاج کمپنی لمیٹڈ

راولپنڈی سیل ایجنسی

فون: 051-5534774

اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، بالمقابل اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک راولپنڈی

مختلف سائزز، دیدہ زیب چھپائی، بہترین جلد بندی اور خوبصورت کتابت

قرآن مجید ❀ سپارہ سیٹ ❀ مجموعہ وظائف